سہ ماہی

جولائی۔ستمبر ۲۰۱۶ء

اسماعیل

واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

شمارہ نمبر 3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مندرجات

جولائی- ستمبر 2016ء

☆......☆......☆

مدیر اعلیٰ / مینیجر
لقمان احمد کشور
شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن

مدیر (اردو)
فرخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحیٔ ناصر، راشد مبشر طلحہ

سرورق ڈیزائن
عثمان ملک

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یو کے

آن لائن (Online)
www.alislam.org/ismael

Twitter
@ismaelmagazine

رابطہ کے لئے
editorurdu@ismaelmagazine.org
Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL
UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

قال اللہ تعالیٰ

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ (سورۃ الانفال:25)

ترجمہ:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہنے کا حکم ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''.....دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض لِلّٰہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے''۔ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

آپؑ نے فرمایا: ''دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بار بار اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں۔ مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں، مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اُسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ایک ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھ کر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اُس میں شامل ہونے کی فکر کی۔ لیکن پھر اُس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں۔ مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 124۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

☆......☆......☆

قال الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَ حَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَئُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَ صَعِدُوْا إِلَى السَّمَآءِ قَالَ: فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَ يُكَبِّرُوْنَكَ وَ يُهَلِّلُوْنَكَ وَ يَحْمَدُوْنَكَ وَ يَسْأَلُوْنَكَ: قَالَ: وَ مَاذَا يَسْأَلُوْنِيْ؟ قَالُوْا: يَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَ هَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا: لَا أَيْ رَبِّ، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِيْ، قَالُوْا: وَ يَسْتَجِيْرُوْنَكَ: قَالَ: وَ مِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنَنِيْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ، قَالَ: وَ هَلْ رَأَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا: وَ يَسْتَغْفِرُوْنَكَ: قَالَ: فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا وَ اَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ: قَالَ: فَيَقُوْلُ وَ لَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں: ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: اے میرے ربّ انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: اُن کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنّت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اُن کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں؟ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور میں نے اُن کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور اُن کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے **حقایق اور معارف** کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو **ترقی دینے** کے لئے ضروری ہیں"۔

(آسمانی فیصلہ۔روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

اشتہار جلسہ سالانہ۔30 دسمبر 1891ء

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اِس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عُمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضُعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعثِ ضُعفِ فطرت یا کمی مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دِلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت وفرصت وعدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ **۲۷ دسمبر** سے **۲۹ دسمبر** تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آ جانا چاہئے۔ اور اِس جلسہ میں ایسے **حقایق اور معارف** کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو **ترقی دینے** کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اِس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اِس عرصہ میں

اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اُس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیّت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہِ حضرت عزّت جلّشانہٗ کوشش کی جائے گی۔ اور اِس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقّت سرمایۂ سفر میسر آ جاوے گا۔ گویا یہ سفر مُفت میسر ہو جائے گا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مُجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں اُن تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں جن میں سفر کرنا اپنی حدِّ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا۔ اِس جلسہ پر جس قدر احباب محض لِلّٰہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور اُن کے ہر یک قدم کا ثواب اُن کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین'' (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد4 صفحہ 351۔353)

اداریہ

جلسہ سالانہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے 1891ء میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔آپؑ نے جماعت کے بزرگان کو مشورہ کے لئے قادیان بلوایا اور 27 دسمبر 1891ء کو وہ بزرگان قادیان میں جمع ہو گئے۔یہ پہلا جلسہ ایک روزہ جلسہ تھا اور اس کی حاضری صرف 75 تھی۔اس جلسہ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ پوری جماعت کو اطلاع دی کہ اب ہر سال جلسہ سالانہ 27، 28 اور 29 دسمبر کو مرکز قادیان میں منعقد ہوا کرے گا۔چنانچہ اس دن سے قادیان میں تقریباً ہر سال جلسہ سالانہ منعقد ہوا ہے۔قادیان کا جلسہ سالانہ مرکزی جلسہ سالانہ کی حیثیت سے منعقد کیا جاتا تھا۔اور احباب دُور دراز سفر طے کر کے اس بابرکت جلسہ میں شامل ہوتے۔تقسیم ہند کے بعد بھی قادیان میں جلسہ سالانہ کا سلسلہ جاری رہا اور 1946ء تک جلسہ سالانہ قادیان مرکزی حیثیت سے منعقد ہوتا رہا۔ہندوستان کی تقسیم کے بعد دو سال جلسہ سالانہ لاہور پاکستان میں منعقد کیا گیا اور 1949ء سے جلسہ سالانہ کی رونقیں ربوہ منتقل ہو گئیں۔ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کی وجہ سے پاکستان کا جلسہ سالانہ مرکزی جلسہ ہو گیا۔اور یہ سلسلہ 1983ء تک جاری رہا۔1984ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی اجازت نہ ملی اور تا حال یہ صورتحال قائم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1984ء میں پاکستان سے برطانیہ ہجرت کی۔اُس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں جلسہ سالانہ برطانیہ Tolworth کے علاقہ میں منعقد ہوا۔1985ء میں جلسہ سالانہ کا انعقاد پہلی دفعہ اسلام آباد (ٹلفورڈ) یوکے میں ہوا۔1984ء سے جماعت احمدیہ یوکے کو یہ سعادت حاصل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس ملک میں مقیم ہیں اور جلسہ سالانہ یوکے مرکزی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔2001ء میں پہلا عالمی جلسہ جرمنی کی سرزمین پر منعقد ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں عالمی جلسہ منایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ روز افزوں ترقی کر رہی ہے اور اب ہم خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور سے گزر رہے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود کی شمولیت کی وجہ سے جلسہ سالانہ یوکے میں دنیا کے مختلف ممالک سے کئی دوسرے مہمانان اور معززین شامل ہونے لگے۔افراد جماعت کی شمولیت بھی بڑھتی جا رہی ہے۔اسی وجہ سے اسلام آباد یوکے جلسہ گاہ کے طور پر تنگ پڑ گیا اور 2005ء میں جلسہ سالانہ یوکے Rushmoor Arena منتقل کیا گیا۔اور 2006ء سے اب تک جلسہ سالانہ حدیقۃ المہدی آلٹن (Alton) میں منعقد کیا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب جلسہ سالانہ سے بھرپور فائدہ اُٹھانے والے ہوں۔اور جلسہ کے عظیم مقاصد کو سمجھنے والے ہوں۔آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ و جرمنی

اکتوبر 2015ء

عابد وحید خان صاحب کی ذاتی ڈائری

مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج "پریس اینڈ میڈیا آفس" حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دوروں کے دوران انگریزی زبان میں اپنی ذاتی ڈائری لکھتے ہیں۔آپ کی ڈائری نہایت دلچسپ اور حضور انور کے دوروں کی تفصیلات پر مبنی ہے۔آپ کی ڈائری میں سے منتخب حصہ کا اردو ترجمہ پیش ہے۔

قسط نمبر 3

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ڈچ پارلیمنٹ میں آمد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ڈچ پارلیمنٹ میں آمد پر پارلیمنٹ کے رکن اور امور خارجہ کی Standing Committe کے قائمقام چیئرمین Harry Van Bommel نے حضور انور کا استقبال کیا۔امور خارجہ سے متعلق یہ Standing کمیٹی مختلف سیاسی پارٹیز کی ایک مشترکہ کمیٹی ہے۔اسی کمیٹی نے حضور انور کو خطاب کے لئے ڈچ پارلیمنٹ میں دعوت دی تھی۔

ڈچ پارلیمنٹ کی اس تقریب کا باقاعدآغاز Harry Van Bommel صاحب کے تعارفی کلمات سے ہوا۔انہوں نے حضور انور کا خیر مقدم کیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ تقریب میں شامل ہونے والوں کی تعداد قابل دید ہے نیز یہ بات بھی کی کہ معزز مہمانوں اور سیاستدانوں کی ایک کثیر تعداد مختلف ممالک سے سفر کر کے اس تقریب کے لئے تشریف لائی ہے۔

Harry Van Bommel صاحب ابھی بات کر ہی رہے تھے کہ یکلخت ایک اونچی دھماکہ دار آواز آئی۔سب کا رُخ سامنے والی میزوں کی ایک جانب ہو گیا جہاں سے آواز آئی تھی۔حضور انور بھی اس طرف دیکھنے لگ گئے۔دھماکہ دار آواز کی وجہ سامنے والی میزوں کو سہارا دینے والا ایک panel تھا جو بوجھ نہ سہنے کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔یہ کوئی بڑا ایشو نہیں تھا لیکن ایک اونچی دھماکہ دار آواز ضرور تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

تعارفی کلمات کے بعد Harry Van Bommel صاحب نے حضور انور سے درخواست کی کہ حضور کمیٹی کے ممبران اور حاضرین سے خطاب کریں۔

حضور انور عام طور پر ڈائس پر خطاب کرتے ہیں لیکن ڈچ پارلیمنٹ میں حضور انور نے بیٹھے ہوئے خطاب کیا۔بعض لوگوں نے اگلے دنوں میں مجھ سے اس بارہ میں دریافت بھی کیا۔خطاب بیٹھ کر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کمیٹی کے قواعد کے مطابق اپنی رائے یا ریمارکس کا اظہار بیٹھے ہوئے کرنا مستحسن سمجھا

جاتا ہے۔مَیں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حضور انور دوسروں کی رسوم و عادات کا خیال رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔بیٹھ کر خطاب کرنا بھی اس بات کی ایک مثال آپ ہے۔حضور انور کے پہرے دار بھی تقریب کے دوران بیٹھے ہوئے تھے۔یہ بات بھی بہت عجیب تھی کیونکہ عام طور پر وہ سب کھڑے ہوتے ہیں۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں نہایت خوبصورت انداز میں اسلام کی پُرامن تعلیمات کا ذکر کیا اور قطعی طور پر ثابت کیا کہ قرآن کریم نے کسی حال میں بھی دہشتگردی اور انتہاپسندی کی اجازت نہیں دی۔حضور انور نے بتایا کہ مختلف لوگوں نے کن کن مسائل کو دنیا کے اہم ترین مسائل قرار دیا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں نے موسمیاتی تبدیلی کو دنیا کے مسائل میں سے نہایت اہم مسئلہ قرار دیا ہے اور بعض نے دنیا کے مالی بحران کو نہایت اہم مسئلہ قرار دیا ہے۔

حضور انور نے اس بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

'اگر ہم اس صورتحال کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ آج کے زمانہ میں دنیا کا امن اور تحفظ سب سے سنگین مسئلہ ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا دن بدن غیر مستحکم اور خطرناک صورتحال کا شکار ہوتی جارہی ہے۔'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا میں امنِ عالم کے فقدان اور دنیا میں عدم تحفظ کو اہم ترین مسئلہ قرار دینے کے بعد امنِ عالم قائم کرنے کے ذرائع بیان کئے اور بتایا کہ کس طرح بین الاقوامی تعلقات کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔حضور انور کا ہر نکتہ قرآن کریم کی تعلیمات پر مبنی تھا۔حضور انور نے متعدد آیات پیش کیں تا کہ کوئی اس بات کا انکار نہ کر سکے کہ ان باتوں کی بنیاد اسلام کی حقیقی تعلیمات پر نہیں ہے۔حضور انور نے نام نہاد مسلم تنظیموں کے بارہ میں بات کرتے ہوئے بتایا کہ وہ قرآن کریم کی آیات کو بلا سیاق و سباق لے کر اپنی متشددانہ اور دہشتگردی کی کارروائیوں کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے برعکس جماعت احمدیہ کی کوششوں پر بات کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

'ہم احمدی مسلمان ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو آج کے فساد اور بدامنی میں حصہ ڈال رہے ہیں بلکہ ہم تو وہ لوگ ہیں جو دنیا میں امن چاہتے ہیں۔ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا کے زخموں کو مندمل کرنا چاہتے ہیں۔ہم وہ لوگ ہیں جو بنی نوع انسان کو متحد کرنا چاہتے ہیں۔ہم وہ لوگ ہیں جو ہر قسم کی نفرت اور بغض و عناد کو پیار اور محبت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

'بطور ایک مذہبی رہنما میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے پر الزامات لگانے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کے بجائے ہمیں اپنی توجہ دنیا کے حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کی طرف مرکوز کرنی چاہئے۔'

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ انسان کو ہر وقت اور ہر حالت میں انصاف پر قائم رہنا چاہئے۔پس کسی بھی معاملہ سے پہلے، معاملہ کے دَوران یا اس کے بعد ہر پارٹی کو انصاف اور دیانتداری کے اصولوں کو فوقیت دینی چاہئے۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے آخر پر دنیاوی طاقتوں کو تلقین کی کہ وہ باہمی عزت قائم رکھیں اور مل جُل کر کام کریں۔حضور انور نے فرمایا کہ بڑی طاقتوں کو کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کی مدد کرنی چاہئے اور اپنے مفاد کی خاطر اُن سے غیر منصفانہ سلوک روا نہیں رکھنا چاہئے۔

حضور انور کا خطاب اسلام کے دفاع میں کامل تھا۔اور اسلام کی حقیقی تعلیمات پر واضح اور جامع خطاب تھا۔الحمدللہ۔

مجلس سوال جواب

اِس پُر وقار تقریب میں کمیٹی کے ممبران کے لئے حضور انور سے سوالات کرنے کا وقت بھی مقرر تھا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ سوال و جواب کی مجلس حضور انور کے خطاب سے متعلق سوالات کے لئے رکھی گئی تھی لیکن بعض سیاستدان حضور انور سے اظہارِ رائے کی آزادی کے بارہ میں پوچھنے لگ گئے۔

مختلف ممالک میں بسنے والے احمدی اس پارلیمانی کارروائی کو لائیو سٹریم (live stream) کے ذریعہ دیکھ رہے تھے۔ بہت سے افرادِ جماعت اور دوسرے لوگوں نے بھی مجھ سے بعد میں رابطہ کیا اور کہا کہ انہیں سیاستدانوں کا سوال کرنے کا طریق غیر مناسب لگا۔ مجھے یہ اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ اُن کا

انداز میرے لئے بھی ہلا دینے والا اور افسوسناک تھا۔اُن کا انداز صرف ہم احمدیوں کو غیر مناسب نہ لگا بلکہ بہت سے مہمانوں نے بھی اسے غیر مناسب اور قابل تردید قرار دیا۔

اعتراض کی بات سوالات کی نوعیت نہیں تھی کیونکہ آزادیٔ اظہار رائے کے موضوع پر آج کل بہت بحثیں چل رہی ہیں۔اعتراض کی بات یہ تھی کہ جب بھی حضور انور اُن کے سوال کا جواب اسلام کی تعلیمات پر مبنی واضح اور جامع دے دیتے تھے تو وہ اُسی سوال کو دوبارہ پوچھتے اور اُس سوال پر اصرار کرتے جاتے ۔ مجھے یوں لگا کہ شاید وہ اپنی بات پر اصرار کرنے سے یہ چاہتے تھے کہ حضور انور کا موقف کمزور ہو جائے اور نعوذ باللہ حضور انور کچھ ایسا کہہ دیں جو اُن کے خیالات کے زیادہ قریب اور اسلام کی تعلیمات کے مخالف ہو۔اگر وہ کسی اَور سے یہ سوالات پوچھتے تو شاید کامیاب ہو جاتے لیکن اُن کے سوالات حضرت خلیفۃ المسیح کو مخاطب تھے جو روح القدس سے تائید یافتہ ہیں۔ خلیفۃ المسیح کو کوئی دنیاوی مقام یا عہدہ متاثر نہیں کرسکتا۔ پس اُن کے سوالوں کے جواب میں حضور انور نے بار بار فرمایا کہ اظہار رائے کی آزادی ایک اہم اور بنیادی حق ہے لیکن اس میں کچھ پابندیاں عائد کرنا ضروری ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سوسائٹی میں امن اور ہم آہنگی سب سے اہم ہے۔اس لئے کسی اہم معاملہ کے لئے بعض پابندیاں اور قربانیاں دینا ضروری ہوتا ہے۔ بار بار حضور انور نے باہمی عزت کی اہمیت اور انسانی اقدار کو قائم کرنے کی اہمیت پر بات کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ کسی کو دوسروں کی مقدس چیزوں کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے یا دوسروں کی محبوب چیزوں کی تضحیک نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے بدامنی اور تنازعات کو دعوت دینے والی بات ہے۔حضور انور نے یہ نکتہ بیان کیا کہ پارلیمنٹس میں وقت کے ساتھ ساتھ قوانین کی ترمیم کی جاتی ہے یا نئے قوانین نافذ کئے جاتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین کامل نہیں ہیں اور ایسا دعویٰ کرنا بھی غلط ہے۔

بہر حال سیاستانوں نے مسلسل اپنی رائے کو فائق رکھنے کی کوشش کی۔ بالآخر حضور انور نے ان کے اپنے دعوے کی منافقانہ حالت کو بیان کیا جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آزادیٔ اظہارِ رائے مغربی ممالک میں ایک بنیادی اصول ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ مغربی ممالک میں یہودیوں کے متعلق کسی قسم کی دل آزار بات کرنا یا اُن کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا ممنوع ہے اور اسے anti-Semitic کے زمرہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ مثلاً Holocaust کے انکار سے لوگوں پر مقدمہ ہوسکتا ہے۔ پس یہ دعویٰ غلط ہے کہ آزادیٔ اظہار رائے ہی صحیح اور کامل ہے۔

حضور انور کے اس جواب سے سیاستدان کوئی اَور بات کرنے سے قاصر رہ گئے اور خاموشی طاری ہوگئی۔

تقریب کے آخر پر مَیں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب محسوس کر رہا تھا کہ مَیں اس موقع پر موجود تھا۔مَیں سوچ رہا تھا کہ احمدی کتنے خوش نصیب ہیں کہ اُن کے پاس خلافت ہے کیونکہ کوئی شخص ہرگز اسلام کی نمائندگی اس طرح نہیں کرسکتا جس طرح حضور انور نے ابھی کر کے دکھائی ہے۔الحمدللہ۔

حضور انور نے پوری تقریب نہایت اطمینان، پُرسکون اور کامل یقین کے ساتھ گزاری۔حضور انور کا مثبت رویہ اور حضور کی باتیں حضور کے پیغام کی سچائی کو اُجاگر کرنے والی تھیں۔اور اسلام کے وقار اور عزت کو بھی اُجاگر کرنے والی تھیں۔

یہ بات بہت دلچسپ تھی کہ جونہی کیمرے بند ہوئے وہی سیاستدان جو حضور انور کی رائے پر مخالفانہ رویہ اپنائے ہوئے تھے یکلخت بدل گئے اور حضور انور سے انتہائی عزت کے ساتھ پیش آنے لگے۔ انہوں نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور نے خطاب کیا اور اُن کے سوالوں کے جوابات دیئے۔

حضور انور نے بعد میں اس بات کا ذکر کیا کہ ایک سیاستدان کا رویہ اس حد تک بدل گیا تھا کہ اُس نے نامناسب سوالات کرنے کی معذرت بھی کی۔ حضور انور نے اُس کی معذرت پر ہمیشہ کی طرح مشفقانہ جواب دیا یعنی یہ کہ حضور نے اُس کے سوالات کو ہرگز بُرا نہ مانا۔

☆......☆......☆

پُھول تم پر فرشتے نچھاور کریں

(انتخاب از کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

آئے وہ دِن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دِن اپنی تسکینِ جاں کے لئے
پھر وہ چہرے ہَویدا ہوئے جن کی یادیں قیامت تھیں قلبِ تپاں کے لئے
پیار کے پُھول دِل میں سَجائے ہوئے، نورِ ایماں کی شمعیں اُٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے، غمزدَہ اک بَدیس آشیاں کے لئے
دیر کے بعد اے دُور کی راہ سے آنے والو! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر، اِک زمانے سے اِس کارواں کے لئے
پُھول تم پر فرشتے نچھاوَر کریں، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مِری جو دُعائیں کریں، رَنگ لائیں مِرے میہماں کے لئے
تم چلے آئے میں نے جو آواز دی، تم کو مَولیٰ نے توفیقِ پرواز دی
پر کریں، پَر شِکَستہ وہ کیا جو پڑے رہ گئے چَشمکِ دُشمناں کے لئے
ہر تصوُّر سے تصویر اُبھرنے لگی، نام بن کر زُباں پر اُترنے لگی
ذکر اتنا حَسیں تھا کہ ہر لفظ نے فرطِ اُلفت سے بوسے زُباں کے لئے
ان کی چاہت میرا مُدّعا بَن گیا، میرا پیار اُن کی خاطر دعا بَن گیا
بالْیقیں اُن کا ساتھی خدا بَن گیا، وہ بنائے گئے آسماں کے لئے
حَبس کیسا ہے میرے وطن میں جہاں، پا بَہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
ہے فقَط ایک رستہ جو آزاد ہے، یُورشِ سَیلِ اَشکِ رَواں کے لئے
ایسے طائر بھی ہیں جو کہ خُود اپنے ہی آشیانے کے تِنکوں میں مَحصور ہیں
اُن کی بگڑی بنا میرے مُشکِل کُشا، چارہ کر کچھ غمِ بیکساں کے لئے
بَن کے تسکین خود اُن کے پہلو میں آ، لاڈ کر، دے اُنہیں لوریاں، دل بڑھا
دُور کر بَد بلا، یا بتا کتنے دن اور ہیں صبر کے اِمتحاں کے لئے؟

ہستی باری تعالیٰ

قسط نمبر 3

أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ہمارا خدا

جس میں خدا تعالیٰ کی ہستی کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

تصنیف لطیف

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

خدا کے متعلق کیوں تحقیق کی جائے؟

اب میں اصل مضمون کو شروع کرتا ہوں۔ سب سے پہلا سوال جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم خدا کے متعلق کیوں تحقیق کریں۔ یعنی ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اس تحقیق میں پڑیں کہ کوئی خدا ہے یا نہیں؟ واقعی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل نہیں ہے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا ایک حد تک طبعی امر ہے کہ وہ کیوں اس تحقیق میں بلا وجہ اپنا وقت اور اپنی توجہ صرف کرے کہ کوئی خدا ہے یا نہیں اس لئے سب سے پہلے اس سوال کا جواب ضروری ہے۔

سو جاننا چاہئے کہ دنیا کی کسی چیز کی ضرورت یا عدم ضرورت کا دو طرح سے ہی فیصلہ ہؤا کرتا ہے۔ اوّل یہ دیکھا جاتا ہے کہ جو چیز یا جو کام ہمارے سامنے ہے اس کے اختیار کرنے میں ہمیں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر فائدہ پہنچنے کی معقول امید ہو تو اسے اختیار کیا جاتا ہے ورنہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کسی چیز یا کام کے ترک کرنے میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال تو نہیں ہے۔ اگر نقصان کا احتمال نہیں ہے تو اسے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی اور اگر احتمال ہے تو اسے اختیار کیا جاتا ہے۔ پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی چیز کے اختیار کرنے میں ہمارے واسطے فائدہ کی امید ہے یا یہ کہ اس کے ترک کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں ہر عقلمند کا یہی فتویٰ ہوگا کہ اسے اختیار کرنا ہمارے لئے نہ صرف مناسب بلکہ ضروری ہے۔ اسی اصول کے ماتحت ہم اِس ضرورت کے درجۂ اہمیت کا بھی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ یعنی اگر کسی چیز کا اختیار کرنا ہمارے لئے بہت بڑے فائدہ کی امید پیدا کرتا ہے تو اس کا اختیار کرنا اسی نسبت سے ہمارے لئے بہت ضروری ہوگا۔ اسی طرح اگر اس کے ترک کرنے میں بہت بڑے نقصان کا احتمال ہے تو اسی نسبت سے اس کا ترک کرنا ضروری سمجھا جائے گا۔

اب آؤ اس اصول کے ماتحت ہم سوال زیرِ بحث پر نظر ڈالیں۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے متعلق کسی تحقیق میں پڑنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ بالفاظ دیگر اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہمارا ایک خدا ہے تو کیا اسے مان لینے میں ہمیں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔ یا اس کے انکار کر دینے میں ہمارے لئے کسی قسم کے نقصان کا احتمال ہے یا نہیں؟ اس فیصلہ کے لئے ہمیں اس سوال کی نوعیت پر غور کرنا ہوگا جو خدا تعالیٰ کے متعلق ہمارے سامنے آتا ہے۔ اگر تو خدا کا وجود ہمارے سامنے ایسی صورت میں پیش کیا جاتا ہے کہ اس کا ماننا نہ ماننا ہمارے لئے قریباً برابر ہے اور ہماری زندگی پر اس کا کوئی براہِ راست اثر نہیں پڑتا بلکہ یہ ایک محض علمی سوال ہے تو ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے سوا جو علمی مذاق رکھتے ہیں اور محض علم کی خاطر کسی مسئلہ پر غور کرنے کے عادی ہیں باقی تمام لوگ یہ حق رکھتے ہیں کہ اس تحقیق میں پڑنے سے انکار کر دیں اور اپنی توجہ کو صرف ان باتوں تک محدود رکھیں جو ان کی زندگی کے نفع نقصان پر براہِ راست اثر ڈالتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص ہمارے سامنے یہ سوال پیش کرے کہ میں نے ایک نیا ستارہ دریافت کیا ہے جو زمین سے اتنے کروڑ میل دور ہے اور جس کا ہمارے نظامِ شمسی سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے اور نہ ہماری زمین پر اس کا کوئی خاص اثر پڑ رہا ہے تو ظاہر ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو علمِ ہیئت میں مذاق رکھتے ہیں کوئی شخص اس ستارے کے حالات دریافت کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر فرض کرو کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے ایک ایسی چیز دریافت کی ہے جس سے انسان کے بدن میں ایسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کی طبعی عمر بہت لمبی ہو جاتی ہے اور بڑھاپے کے آثار بہت دیر کے بعد اس میں ظاہر ہوتے ہیں اور اوسط عمر جو اس چیز کے استعمال کے بعد انسان پا سکتا ہے ایک سو برس یا ڈیڑھ دو سو برس ہے۔ اور اس دعویٰ کا شائع کرنے والا شخص بھی کوئی ٹھگ اور دھوکہ باز نہ ہو تو تمام دنیا بڑے شوق کے ساتھ اس طرف متوجہ ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ تحقیق ایسی ہے کہ اگر یہ درست ثابت ہو تو ہر انسان کی زندگی پر اس کا بھاری اثر پڑتا ہے۔ اب ہم خدا کے متعلق دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال تین مختلف جہات سے ہمارے سامنے آتا

ہے۔سب سے اوّل ہماری فطرت اس سوال کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ دوسرے عقل پیش کرتی ہے۔تیسرے مذہب پیش کرتا ہے۔اور یہ تینوں ایسی صورت میں اس سوال کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ہمیں تحقیق کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔

سب سے پہلے میں فطرت کو لیتا ہوں۔ ہر شخص جو غور کرنے کا مادہ رکھتا ہے اور بعد کی خراب تربیت نے اس کی فطرت پر ظلمت اور جہالت کے پردے نہیں ڈال دیئے یہ محسوس کرے گا کہ اس کی فطرت گاہے گاہے اس کے اندر یہ سوال پیدا کرتی رہتی ہے کہ ممکن ہے میرا کوئی خدا ہو جس نے مجھے پیدا کیا ہو اور جو اس تمام کارخانہ عالم کا چلانے والا ہو۔اور اس سوال کے ساتھ ساتھ ہی یہ سوال بھی طبعاً ہمارے اندر پیدا ہورہا ہے کہ اگر ہمیں کسی نے پیدا کیا ہے اور ہم خود بخود اس دنیا میں نہیں آ گئے تو ضرور ہمارے خالق کے اس فعل میں کوئی خاص غرض ہوگی اور ضرور ہے کہ اس نے ہماری زندگی کا کوئی مقصد مقرر کیا ہو۔ اس قسم کے سوالات ہر انسان کی فطرت کم وبیش پیدا کرتی رہتی ہے۔اس جگہ میں یہ نہیں کہتا کہ فطرت ان سوالات کا کوئی جواب بھی دیتی ہے یا نہیں کیونکہ اس کی بحث آگے آئے گی۔لیکن بہر حال یہ مسلّم ہے کہ فطرت ان سوالات کو ہمارے اندر اٹھاتی ضرور رہتی ہے اور اٹھاتی بھی ایسے رنگ میں ہے کہ ہم انہیں لاتعلق کہہ کر نظر انداز نہیں کرسکتے۔ بیشک ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ تحقیق کے بعد ہم یہ رائے قائم کریں کہ فطرت کا یہ سوال بے بنیاد ہے، اور یہ کہ کوئی خدا نہیں ہے بلکہ یہ تمام کارخانۂ عالم خود بخود نیست سے ہست میں آیا اور خود بخود ہی چل رہا ہے۔لیکن خوب سوچ لو کہ ان سوالات کے پیدا ہونے کے بعد ہمیں یہ حق حاصل نہیں رہتا کہ ہم اس تحقیق میں پڑنے سے ہی انکار کردیں۔

یہی حال عقلِ انسانی کا ہے۔عقل بھی خواہ بعد میں یہی فیصلہ کرے کہ کوئی خدا نہیں ہے لیکن ان سوالات کو ضرور ہمارے سامنے بڑے زور کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ بلکہ فطرت کی نسبت زیادہ وضاحت اور زیادہ تفصیل کے ساتھ پیش کرتی ہے۔عقل ہمیں بار بار ہوشیار کرتی اور کہتی ہے کہ دیکھو اور غور کرو۔ایسا نہ ہو کہ تمہارا کوئی خدا ہو جس نے تمہیں کسی خاص مقصد کے ماتحت اس دنیا میں بھیجا ہو اور تم اپنے اس خدا اور اپنی زندگی کے اس مقصد سے غافل رہو اور غفلت کی حالت میں ہی تم پر موت آجائے۔اُٹھو! اور اگر کوئی خدا ہے تو اسے تلاش کرو۔سوچو اور غور کرو کہ کیا تمہارا اس دنیا میں آنا صرف اس لئے ہے کہ تم کھاؤ اور پیو اور اپنی جسمانی لذات پوری کرنے کی فکر میں پڑے رہو اور جب موت کا وقت آئے تو تم مرجاؤ اور اپنے پیچھے اپنے بچوں کو چھوڑ جاؤ جو پھر تمہاری طرح دنیا کی سٹیج پر جسمانی لذات کا ڈرامہ شروع کردیں۔اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کیا تم خود بخود نیست سے ہست میں آ گئے ہو؟ کیا تمہارے جسموں کا یہ نہایت مُفَصّل اور حکیمانہ نظام اپنا خالق آپ ہی ہے؟ کیا یہ تمام کارخانۂ عالم اپنے اس مدبّرانہ قانون کے ساتھ جو تم اس کے ہر حصہ اور ہر گوشہ میں کام کرتے دیکھتے ہو محض اتفاق کا نتیجہ ہے؟ اور اگر ایسا نہیں بلکہ یہ سب کچھ کسی بالا ہستی کی قدرتوں کا کرشمہ ہے تو کیا اس ہستی نے اسے ایک کھلونے کے طور پر پیدا کیا ہے جس کا سوائے اس کے کوئی مقصد نہیں ہے کہ اس کی لذت آشنا آنکھیں اپنی قدرت کے اس نظارہ کو دیکھیں اور جب وہ اس لذّت اور سرور سے سیر ہو جائیں تو پھر اس کا ہاتھ اس وسیع عالم کو اپنی ایک حرکت سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دے اور اس کے بعد کوئی نیا کھلونا تیار کرنے میں لگ جائے؟ کیا یہ قرینِ قیاس نہیں ہے کہ انسان کی زندگی کا کوئی مقصد ہو اور اس نے اپنے دنیوی اعمال کے متعلق کبھی کسی کے سامنے کھڑے ہوکر جواب دہ ہونا ہو؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ہر صحیح الدماغ انسان کی عقل بار بار اس کے سامنے پیش کرتی ہے۔اب انصاف سے بتاؤ کہ کیا یہ سوالات ایسے ہیں کہ تم ان کو لاتعلق اور غیر ضروری قرار دے کر خاموش ہو جاؤ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم ان سوالات کا یہ جواب دو یا وہ جواب دو کیونکہ جواب دینا ہر شخص کی اپنی تحقیق کے نتیجہ پر مبنی ہے جس کے متعلق خود تحقیق کرنے والا بھی پیش از وقت نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا ہوگا مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ جس رنگ میں یہ سوال تمہارے سامنے آتا ہے اس کا یہ تقاضا ہے کہ تم اپنی پوری توجہ کے ساتھ اس مسئلہ کی تحقیق میں لگ جاؤ اور اس وقت تک چین نہ لو جب تک کہ تمہاری آزادا اور دیانتدارنہ تحقیق تمہیں کسی نتیجہ تک نہ پہنچا دے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ فطرت اور عقلِ انسانی ہر دو ہستیٔ باری تعالیٰ کے سوال کو ایسے رنگ میں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ہم اس تحقیق میں پڑنے سے قطعاً انکار نہیں کرسکتے۔کیا یہ سوال ہمارے لئے ایک لاتعلق سوال ہے کہ ہمارا کوئی پیدا کرنے والا ہے یا نہیں؟ کیا یہ سوال ہمارے لئے ایک لاتعلق سوال ہے کہ اگر ہمیں کسی نے پیدا کیا ہے تو وہ کون ہے؟ کہاں ہے؟ کیا کیا صفت رکھتا ہے؟ کیا یہ سوال ہمارے لئے ایک لاتعلق سوال ہے کہ اگر ہمیں کسی نے پیدا کیا ہے تو ہماری پیدائش کی غرض کیا ہے؟ کیا یہ سوال ہمارے لئے ایک لاتعلق سوال ہے کہ اگر ہماری پیدائش کی کوئی غرض ہے تو وہ غرض کس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ اگر یہ سوالات لاتعلق نہیں ہیں اور ہرگز نہیں ہیں تو کون عقلمند ہے جو اس تحقیق میں پڑنے سے انکار کرسکتا ہے؟

تیسرے درجہ پر مذہب ہے۔دنیا میں جو مذاہب بھی پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب خدا تعالیٰ کی ہستی کا سوال ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور نہ صرف پیش کرتے ہیں بلکہ ان کی تعلیم کا مرکزی نقطہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات ہے اور چونکہ تمام مذاہب جو دنیا میں قائم ہوکر لاکھوں انسانوں کی

قبولیت حاصل کر چکے ہیں اپنی اصل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ان کی بنیاد الہام الٰہی پر ہے جو مختلف زمانوں میں نازل ہو کر دنیا کو منور کرتا رہا ہے۔اس لئے باوجود اس کے کہ ان مذاہب کی تعلیمات بعد کی انسانی دست وبُرد سے بہت کچھ محرّف ومبدل ہو چکی ہوں پھر بھی چونکہ ان کی اصل بنیاد کلامِ الٰہی پر ہے ان میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق فطرت اور عقل کے اشارات کی نسبت بہت زیادہ وضاحت اور تفصیل اور تعیین پائی جاتی ہے گویا عقل اور فطرت کے اجمال کو الہام نے اپنی تفسیر سے کھول دیا ہے۔علاوہ ازیں مذہب بخلاف فطرت وعقل کے ہمیں صرف یہ نہیں کہتا کہ ممکن ہے کوئی خدا ہو یا یہ کہ کوئی خدا ہونا چاہئے بلکہ وہ معیّن طور پر ہمیں یہ بتاتا ہے کہ واقعی ہمارا ایک خدا ہے جو ہمارا خالق و مالک ہے اور جس نے ہمیں ایک خاص غرض اور مقصد کے ماتحت اس دنیا میں بھیجا ہے۔دنیا کے مختلف مذاہب کی تعلیم میں کتنا بھی اختلاف ہو اس بات پر وہ سب متفق ہیں کہ اس کارخانۂ عالم کا ایک خالق و مالک ہے جس کے قبضۂ تصرف میں ہماری جانیں ہیں اور یہ کہ ہمارے اس خالق و مالک نے ہماری زندگیوں کا ایک مقصد مقرر کیا ہے جس کے حصول کا طریق بھی اس نے خود ہمیں بتا دیا ہے اور یہ کہ موت انسانی زندگی کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ موت کے بعد ایک اور زندگی ہے جس میں انسان اپنی موجودہ زندگی کے اعمال کا ثمرہ پائے گا وغیرہ وغیرہ۔مذاہب کی یہ متفقہ شہادت ہمارے سامنے ہستی باری تعالیٰ کا سوال ایسے رنگ میں پیش کرتی ہے کہ ہم مجبور ہو جاتے ہیں کہ اس تحقیق میں پڑ کر کسی نتیجہ پر پہنچیں۔کیونکہ جو باتیں خدا تعالیٰ کے متعلق یہ مذاہب ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اگر وہ درست ہوں تو ہمارا اس خدا سے غافل رہنا تمام ان نقصانات سے بڑھ کر ہے جو ہمیں اس دنیا میں ممکن طور پر پہنچ سکتے ہیں کیونکہ اس غفلت کے یہ معنے ہیں کہ گویا ہماری ساری زندگی ہی اکارت چلی گئی اور اس خدا کو شناخت کرنا اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا تمام ان فوائد سے بڑھ کر ہے جو ہمیں اس دنیا میں ممکن طور پر حاصل ہو سکتے ہیں کیونکہ اس تعلق کے یہ معنی ہیں کہ جس غرض کے لئے ہم اس دنیا میں بھیجے گئے تھے وہ غرض ہمیں حاصل ہو گئی اور ہم نے اپنی زندگی کا مقصد پالیا۔پس خدا تعالیٰ کے متعلق تحقیق کرنے کا سوال ایک ایسا اہم سوال ہے جسے کوئی عقلمند ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

مذاہب کی اس متفقہ شہادت کے بعد میں اسلام کی مخصوص تعلیم کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔سواے میرے عزیزو! خوب کان کھول کر سن لو کہ اسلام تم سے یہ کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو تمہارا خالق و مالک ہے۔یعنی جو تمہیں نیست سے ہست میں لایا ہے اور جس کے قبضۂ تصرف میں تمہاری جانیں ہیں۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رب ہے یعنی جو تمہاری ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کا سامان مہیا کر کے تمہیں کسی اعلیٰ مقام تک پہنچانا چاہتا ہے۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رحمٰن ہے۔یعنی وہ تمہاری تمام حقیقی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے خود تمہارے لئے تمہاری ان ضروریات کو مہیا کرتا ہے بغیر اس کے کہ تم اس سے سوال کرو اور بغیر اس کے کہ تم ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کسی قسم کی محنت برداشت کرو۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو رحیم ہے یعنی وہ تمہاری کوششوں کا بہترین ثمرہ پیدا کرتا ہے اور کسی کوشش کو ضائع نہیں جانے دیتا۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (سورة الفاتحة آيت 4) ہے۔یعنی وہ تمہارے اعمال پر جزا سزا مترتب کرتا ہے اور جب کوئی شخص ٹھیک رستہ پر چلتا ہے تو اُسے بہتر سے بہتر انعام دیتا ہے اور جب وہ غلط راستہ پر چلتا ہے تو اسے اس غلط طریق کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں تا کہ وہ ہوشیار رہے اور غافل نہ ہونے پائے اور تا وہ اپنی زندگی کے اس مقصد کو نہ بھول جائے جو خدا نے اس کے لئے مقرر کیا ہے کیونکہ اس نے ایک دن مر کر خدا کے سامنے کھڑے ہونا ہے۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو غفور ہے یعنی جب تم خدا کے رستہ میں کوشش کرتے ہو تو جو لغزشیں اور کمزوریاں تم سے سہواً سرزد ہوتی رہتی ہیں ان پر وہ پردہ ڈالتا رہتا ہے اور تمہاری کوششوں کا خیال رکھتے ہوئے تمہیں ان کمزوریوں کے بداثرات سے بچاتا ہے۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو توّاب ہے یعنی جب تم سے کوئی گناہ ہوتا ہے اور پھر تم سچے دل سے اس پر نادم ہوتے ہو اور تمہاری طبیعت ایک دلی تڑپ کے ساتھ غلط راستہ کے ترک کرنے اور ٹھیک راستہ کے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے اور آئندہ کے لئے تم نیک نیتی کے ساتھ اس گناہ کے اثر کو مٹانے اور نیک اعمال کے بجالانے کا عہد کرتے ہو تو خدا بھی تمہاری مدد کے لئے اترتا ہے اور تمہاری توبہ کو قبول کر کے تمہارے اس گناہ پر اپنی بخشش کا پردہ ڈال دیتا ہے۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو قدیر ہے یعنی کوئی کام جو قدرت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے اس کی طاقت سے باہر نہیں ہے خواہ تمہاری نظر میں وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن نظر آئے۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو سمیع ہے یعنی وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اور کوئی آواز نہیں جو اس تک نہ پہنچ سکے۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو علیم ہے یعنی کوئی بات یا کوئی خیال یا کوئی چیز خواہ وہ پوشیدہ ہے یا ظاہر ہے اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ناصر ہے یعنی تمہاری تمام ضرورتوں کے وقت اور تمام تکلیفوں کے وقت وہ تمہاری نصرت فرماتا ہے بشرطیکہ تم اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ازلی ابدی ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور زمانہ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو جمیل

ہے یعنی وہ تمام خوبصورتیوں اور تمام حُسنوں کا مجموعہ ہے اور وہی اس قابل ہے کہ انسان اپنی محبت کے پھول اس کے قدموں پر رکھے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو ودود ہے یعنی وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں ان کے ساتھ وہ سب محبت کرنے والوں سے بڑھ کر محبت اور وفاداری دکھاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جو متکلم ہے یعنی وہ اپنے تعلق رکھنے والوں کو اپنی ہمکلامی کا شرف عطا کرتا ہے اور گو بوجہ لطیف ہونے کے وہ ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا، لیکن جو لوگ اس کے عشق کی آگ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں ان پر وہ اپنے محبوبانہ کلام کے پانی کا چھینٹا ڈالتا رہتا ہے تاکہ وہ اس عشق کی آگ میں جل کر خاک ہی نہ ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

عزیزو! یہ وہ خدا ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے۔ میں فی الحال تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم اس خدا پر ایمان لے آؤ مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اسلام کہتا ہے کہ تمہارا ایک خدا ہے جس کی یہ یہ صفات ہیں۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ تم تلاش اور کوشش کے ساتھ اس خدا تک پہنچ سکتے ہو۔ کیا تم اس تلاش اور اس تحقیق کو ایک غیر ضروری اور لاتعلق بات قرار دو گے؟ اگر تم ایسا کرو گے تو تم یہ ثابت کر دو گے کہ تمہارے سر میں وہ جوہر نہیں ہے جسے عقل کہتے ہیں اور تمہارے سینہ میں دل نہیں ہے پتھر ہے۔ عزیزو! اُٹھو! اور اس خدا کی تلاش میں لگ جاؤ۔ اٹھو اور اس چشمہ کی طرف بھاگو جو تمہاری زندگی کا چشمہ ہے۔ اُٹھو اور اس خزانہ کی طرف بڑھو جو تمہیں دنیا وَمَافِیْہَا سے غنی کر دے گا۔ اگر تم نے اسے پالیا تو میں تمہیں کیا بتاؤں کہ تم نے کیا پایا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے سنو۔ فرماتے ہیں۔

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا
تجھے پایا ہر اِک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اِک بُت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرامِ جاں اور دل کو بھایا
وہی جس کو کہیں ربُّ البرایا
ہُوا ظاہر وہ مجھ پر بالاَیَادِیْ
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
مجھے اُس یار سے پیوندِ جاں ہے
وہی جنّت، وہی دَارُالْاَمَاں ہے
بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے
یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

لیکن اگر بالفرض تم اس کوشش میں ناکام رہے تو خود تمہاری یہ ناکامی تمہارے لئے اس بات کی دلیل ہوگی کہ تمہاری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے کیونکہ جو چیز اتفاق کا نتیجہ ہے اس کا کوئی مقصد نہیں ہوسکتا۔ تو اس صورت میں بہر حال تم نے کسی نہ کسی کام میں بے مقصد طور پر اپنی زندگی کے دن کاٹنے تھے۔ سو تم یہ سمجھ لینا کہ تم نے اپنی یہ بے مقصد زندگی اس کوشش میں صرف کر دی کہ اس کا کوئی مقصد تلاش کیا جائے۔ کیا یہ شکست ان تمام فتوحات سے بڑھ کر نہ رہے گی جو تم اپنی اس بے مقصد زندگی میں بے مقصد طور پر حاصل کرتے؟ مگر میں کہتا ہوں کہ تم ہرگز ناکام نہیں رہ سکتے۔ تم اس میدان میں پاک نیت اور دلی محبت اور سچی تڑپ کے ساتھ نکلو اور تم دیکھو گے کہ کامیابی کی خوشکن ہوائیں بہت جلد تمہارا خیر مقدم کرتی ہوئی تم سے آملیں گی۔ کیا تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر نہیں سنے کہ۔

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

عَرَبِی۔اُردو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نَو کو عربی اور اردو سیکھنے اور اِن دونوں زبانوں پر عبور حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 ؍فروری 1989ء میں فرمایا کہ:

''جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہئے کیونکہ ایک مبلغ عربی کے گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کرسکتا اس لئے بچپن ہی سے عربی زبان کے لئے بنیاد قائم کرنی چاہئے ......عربی کے بعد اردو بھی بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں اس زمانے کا جو امام بنایا گیا ہے اس کا اصل لٹریچر اردو میں ہے ......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر کا مطالعہ بھی ضروری ہے اور بچوں کو اتنے معیار کی اردو سکھانی ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر سے براہِ راست فائدہ اٹھاسکیں۔'' (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 105۔106)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورۂ کینیڈا 2005ء کے دوران سیکرٹری صاحب وقفِ نو کو ہدایت فرمائی کہ:

''اردو زبان سکھانے کے لئے کلاسز ہونی چاہئیں۔ باقاعدہ اردو زبان سکھانے کے لئے کلاسز لگائیں۔ ان سب کو اردو زبان سیکھنی چاہئے تا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ سکیں۔ اردو سے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرسکیں۔ اس کی ہمیں ضرورت ہے۔''

اس رسالہ کے عربی۔اردو سیکشن میں واقفینِ نَو کو حتی المقدور عربی سکھانا اور اردو کے مشکل الفاظ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں سے مشکل عبارتوں کو آسان الفاظ میں سمجھانا مقصود ہے۔ اللہ کرے کہ ہم خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشادات کی ہر آن تعمیل کرنے والے ہوں اور ہم میں قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سمجھ بوجھ بڑھے تاکہ ہم دوسروں کو بھی اِن خزانوں سے مستفیض کرسکیں۔

☆......☆......☆

عربی

فعل ماضی

فعل ماضی وہ فعل ہے جس سے معلوم ہو کہ کوئی فعل یعنی کوئی کام ہو چکا ہے۔

فعل کے تین، چار یا اس سے زائد حروفِ اصلیہ ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ضَرَبَ (اُس نے مارا) کے تین حروفِ اصلیہ ہیں یعنی ض۔ر۔ب۔ جس فعل کے تین حروفِ اصلیہ ہوں اسے ثلاثی مجرّد کہتے ہیں۔ اور جس کے چار ہوں اسے ثلاثی مزید کہتے ہیں۔

<u>فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب</u> کے پہلے اور آخری کلمہ پر فتحہ یعنی زبر ہوتی ہے۔ درمیانے حرف پر تینوں حرکات آتی ہیں۔ مثلاً سَمِعَ (اُس نے سُنا)، نَصَرَ (اُس نے مدد کی)، قَرُبَ (وہ قریب ہوا)۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سَمِعَ میں درمیانے حرف پر کسرہ یعنی زیر آئی ہے، نَصَرَ کے درمیانے حرف پر فتحہ یعنی زبر آئی ہے اور قَرُبَ کے درمیانے حرف پر ضمّہ یعنی پیش آئی ہے۔

کونسا فعل کِس وزن پر استعمال ہوتا ہے یہ آپ کو کثرت مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ آپ افعال کی ایک فہرست تیار کر کے ان کے وزن یاد کرلیں۔ انہیں بآسانی یاد کرنے کے لئے عربی قواعد میں افعال کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ابواب کی تفصیلات ہم کسی آئندہ شمارہ میں بتائیں گے۔ فی الحال آپ قرآن کریم کی تلاوت اور مطالعہ کے دوران افعال پر غور کریں کہ کونسا فعل کِس وزن پر استعمال ہوا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

☆......خَتَمَ۔ اُس نے مہر لگادی۔ قرآن کریم: خَتَمَ اللّٰهُ۔ اللہ نے مہر لگا دی۔ (سورۃ البقرۃ آیت 8)

☆......شَهِدَ۔ اُس نے گواہی دی۔ قرآن کریم: شَهِدَ اللّٰهُ۔ اللہ نے گواہی دی۔ (سورۃ آل عمران آیت 19)

☆...... نَصَرَ۔ اُس نے مدد کی۔ قرآن کریم: لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ۔ یقیناً اللہ نے تمہاری مدد کی۔

لَقَدْ: یقیناً......نَصَرَ۔ مدد کی...... کُم۔ تُمہاری......اللّٰهُ۔ اللہ نے

فعل ماضی سے متعلق مزید تفصیلات انشاء اللہ کسی آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت کی جائیں گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شائع کردہ عربی فقرات

درج ذیل عربی فقرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے مرتب کئے تھے تاکہ افراد جماعت احمدیہ انہیں یاد کریں اور عربی زبان آجائے۔عربی جملوں اور اُن کے ترجمہ کو اُسی طرح شائع کیا جارہا ہے جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شائع کروائے۔

یَا هُوَ مَنْ اَنْتَ؟	او جانے والے تو کون ہے؟
مِنْ اَیْنَ جِئْتَ؟	کہاں سے آیا ہے؟
اَیْنَ تَذْهَبُ؟	کہاں جائے گا؟
مَا اسْمُكَ؟	تیرا کیا نام ہے؟
مَا اسْمُ اَبِیْكَ؟	تیرے باپ کا کیا نام ہے؟
مَا اسْمُ اَخِیْكَ؟	تیرے بھائی کا کیا نام ہے؟
کَمْ اِبْنٌ لَكَ؟	تیرے بیٹے کتنے ہیں؟
بِنْتٌ اَوْ لَا؟	کوئی بیٹی ہے یا نہیں؟
نَافِلَةٌ اَوْ لَا؟	کوئی پوتا یا نواسہ ہے یا نہیں؟

نوٹ: یہ تمام سوالات مذکر کو مخاطب ہیں۔(مدیر)

(باقی آئندہ)

اردو

محاورات

محاورات	معنی	استعمال
آگ بگولا ہونا	غضبناک ہونا	مَیں نے کونسی غلطی کی کہ آپ آگ بگولا ہو گئے۔
آسمان سے باتیں کرنا	بہت بلند ہونا	کوہ ہمالیہ کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔
اینٹ سے اینٹ بجانا	تباہ کرنا	حملہ آور نے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔
اپنے منہ میاں مٹھو بننا	اپنی تعریف آپ کرنا	عقل مند لوگ کبھی اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بنتے۔
آستیں چڑھانا	لڑنے کے لئے تیار ہونا	آج عوام آستیں چڑھا کر سڑکوں پر آئی۔
باغ باغ ہونا	خوش ہونا	بچے کو خوش دیکھ کر ماں کا دل باغ باغ ہوگیا
بغلیں جھانکنا	لاجواب ہونا	وہ اپنے آپ کو بہت عقل مند سمجھتا تھا۔مَیں نے ایک سوال پوچھا تو بغلیں جھانکنے لگا۔
بیڑا اُٹھانا	مشکل کام اپنے ذمہ لینا	طارق نے ہسپانیہ فتح کرنے کا بیڑا اُٹھایا اور خدا نے کامیابی عطا فرمائی۔
بیڑا پار ہونا	انجام بخیر ہونا	اگر محنت کرو گے تو بیڑا پار ہے۔

اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''یہ بڑے خطرات کے دن ہیں۔اس لئے سنبھلو اور نفسوں سے دنیا کی محبت کو سرد کر دو اور اپنے دین کی خدمت کے لئے آگے آؤ اور ان لوگوں کے علوم کے وارث بنو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی صحبت پائی تا تم آئندہ نسلوں کو سنبھال سکو۔تم لوگ تھوڑے تھے اور تمہارے لئے تھوڑے مدرس کافی تھے مگر آئندہ آنے والی نسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور ان کے لئے بہت زیادہ مدرس درکار ہیں پس اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کردو۔(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد دوم صفحہ 284)

تاریخِ اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے چند واقعات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے پاس ہی رہتے تھے مگر چونکہ عرب میں بچوں کو عموماً مویشی چرانے کے کام پر لگا دیتے تھے اس لئے اس زمانہ میں آپؐ نے بھی کبھی کبھی یہ کام کیا اور بکریاں چرائیں۔ زمانۂ نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ بکریاں چرانا بھی انبیاء کی سنّت ہے۔ (انبیاء کا کام بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے گلہ بانی کا رنگ رکھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے ان کی ابتدائی عمر میں چرواہے کا کام لے کر تصویری زبان میں یہ اشارہ کر دیتا ہے کہ اب تم انسانوں کی گلہ بانی کے لئے بھی تیار ہو جاؤ۔) اور مَیں نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر سفر میں آپؐ کے اصحاب جنگل میں پیلو جمع کر کے کھانے لگے (پیلو ایک پھل کا نام ہے) تو آپؐ نے فرمایا: کالے کالے پیلو تلاش کر کے کھاؤ۔ کیونکہ جب مَیں بکریاں چرایا کرتا تھا تو اس وقت کا میرا تجربہ ہے کہ کالے رنگ کے پیلوز یادہ عمدہ ہوتے ہیں۔

(بخاری کتاب بدء خلق باب یعکفون علی اصنام)

بدیوں سے خدائی حفاظت

اسی زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اپنے ساتھی سے کہا جو بکریاں چرانے میں آپ کا شریک تھا کہ تم میری بکریوں کا خیال رکھو تا کہ مَیں ذرا شہر جا کر لوگوں کی مجلس دیکھ آؤں۔ ان دنوں میں دستور تھا کہ رات کے وقت لوگ کسی مکان پر جمع ہو کر کہانیاں سناتے اور شعر و غزل کا شغل کیا کرتے تھے اور بعض اوقات اسی میں ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچپن کے شوق میں یہ تماشہ دیکھنے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اس لغو کام میں خاتم النبیینؐ کی شرکت پسند نہ آئی۔ چنانچہ ایک جگہ آپؐ گئے مگر راستے میں ہی نیند آ گئی اور سو گئے اور صبح تک سوتے رہے۔ ایک دفعہ اَور آپ کو یہی خیال آیا مگر پھر بھی دستِ غیبی نے روک دیا۔ زمانۂ نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مَیں نے ساری عمر میں صرف دو دفعہ اس قسم کی مجلس میں شرکت کا ارادہ کیا مگر دونوں دفعہ روک دیا گیا۔ (طبری)

حربِ فجار

عرب ایک نہایت جنگجو قوم تھی اور لڑنے مرنے کو یہ لوگ فخر سمجھتے تھے۔ اسی لئے بات بات پر تلوار کھچ جاتی تھی اور جب کبھی ایسا موقعہ آتا تو ایک بڑے پیالے میں خون بھر کر سب اس کے اندر اُنگلیاں ڈبو کر قسم کھاتے تھے کہ لڑ کر مر جائیں گے مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ مختلف قبائل کی آپس میں عداوت رہتی تھی کیونکہ ہر قبیلہ کو اپنی عزّت اور بڑائی کا ازبس خیال تھا۔ ایسی صورت میں میلوں وغیرہ میں جہاں مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں لڑائی کی وجوہات پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابھی بچپن ہی تھا تو عکاظ کے میلہ کے موقعہ پر جو مکّہ سے جانب شرق تین دن کی مسافت پر ایک خوشگوار وادی میں لگا کرتا تھا، قبائل قیس عیلان اور بنو کنانہ کے درمیان کچھ چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ اس زمانہ میں قیس عیلان کے مختلف قبائل مکّہ سے جنوب مشرق میں طائف اور مکّہ کے درمیان آباد تھے۔ ایک عرصہ تک تو دونوں طرف کے رؤساء نے جنگ کی نوبت آنے سے بچائے رکھا مگر آہستہ آہستہ تعلقات کشیدہ ہوتے گئے اور بالآخر لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ اس جنگ کو تاریخ میں حربِ فجار کہتے ہیں جس کے معنے ناجائز جنگ کے ہیں۔ کیونکہ اس جنگ کی ابتدا شہرِ حرم میں ہوئی تھی جس کے اندر لڑنا عرب کے قدیم دستور کے مطابق ممنوع تھا۔

غرض یہ جنگ ہوئی اور ایسے زور شور سے ہوئی کہ زمانہ جاہلیّت کی جنگوں میں خاص شہرت رکھتی ہے۔ بنو کنانہ بشمولیت قبیلہ قریش ایک طرف تھے اور قیس عیلان بشمولیت قبیلہ ہوازن دوسری طرف۔ اس جنگ کی سب سے خطرناک آخری لڑائی تھی جو حربِ فجار کی چوتھی لڑائی کہلاتی ہے۔ اس میں جوش کا یہ عالم تھا کہ بعض سرداروں نے اپنے آپ کو رسّوں سے بندھوا دیا تھا کہ اگر بھاگنا چاہیں بھی تو نہ بھاگ سکیں۔ دن کے شروع حصّہ میں قیس عیلان کا پلّہ بھاری رہا۔ لیکن آخر میں بنو کنانہ نے دبا لیا۔ اور قیس عیلان کی شکست کے بعد ہر دو فریق میں صلح ہو گئی۔

اس لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ مگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے خود قتال نہیں کیا بلکہ آپؐ کی شرکت صرف اس حد تک محدود تھی کہ آپ فوج میں شامل تھے اور اپنے چچاؤں کو تیر پکڑاتے جاتے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ اس لڑائی میں ہر قبیلہ کا افسر الگ الگ تھا۔ چنانچہ بنو ہاشم زبیر بن عبدالمطلب کے ماتحت

تاریخِ اسلام

تھے مگر بنو کنانہ کی ساری فوج کا افسر حرب بن امیّہ تھا جو ابوسفیان کا والد اور امیر معاویہ کا دادا تھا۔ (ابن ہشام)

حلف الفضول

قدیم زمانہ میں عرب کے بعض شریف دل اشخاص کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ باہم مل کر عہد کیا جاوے کہ ہم ہمیشہ حقدار کو اس کا حق حاصل کرنے میں مدد دیں گے اور ظالم کو ظلم سے روکیں گے۔ اور عربی میں چونکہ حق کو فضل بھی کہتے ہیں جس کی جمع فضول ہے اس لئے اس معاہدہ کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ بعض روایتوں کی رُو سے چونکہ اس تجویز کے محرّک ایسے شخص تھے جن کے ناموں میں فضل کا لفظ آتا تھا اس لئے یہ عہد حلف الفضول کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (روض الانف مصنفہ امام سہیلی جلد 1 صفحہ 11)۔ بہر حال حرب فجار کے بعد اور غالبًا اسی جنگ سے متأثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس حلف کو پھر تازہ کیا جاوے۔ چنانچہ اس کی تحریک پر بعض قبائل قریش کے نمائندگان عبداللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے جہاں عبداللہ بن جدعان کی طرف سے ایک دعوت کا انتظام تھا۔ اور پھر سب نے اتفاق کر کے باہم قسم کھائی کہ ہم ہمیشہ ظلم کو روکیں گے اور مظلوم کی مدد کریں گے۔ اس عہد میں حصّہ لینے والوں میں بنو ہاشم، بنو مطلب (یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بنو نوفل اور بنو امیّہ اس موقعہ پر بنو ہاشم سے الگ رہے۔)، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تیم شامل تھے۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس موقعہ پر موجود تھے اور شریک معاہدہ تھے۔ چنانچہ آپؐ ایک دفعہ نبوت کے زمانہ میں فرماتے تھے کہ مَیں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسی قَسم میں شریک ہوا تھا کہ اگر آج اسلام کے زمانہ میں بھی مجھے کوئی اس کی طرف بلائے تو مَیں اس پر لبیک کہوں گا۔

جب آپ نے دعویٰ نبوت کیا اور سب سے زیادہ مکہ کے سردار ابوجہل نے آپ کی مخالفت میں حصہ لیا اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی بات نہ کرے۔ اُن کی کوئی بات نہ مانے۔ ہر ممکن طریق سے اُن کو ذلیل کرے۔ اُس وقت ایک شخص جس نے ابوجہل سے کچھ قرضہ وصول کرنا تھا مکہ میں آیا اور اُس نے ابوجہل سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ ابوجہل نے اُس کا قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس نے مکہ کے بعض لوگوں سے اس امر کی شکایت کی۔ بعض نوجوانوں نے شرارت سے اُسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتایا کہ اُن کے پاس جاؤ۔ وہ تمہاری اِس بارہ میں مدد کریں گے۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ یا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مخالفت کے مدّنظر جو مکہ والوں کی طرف سے عموماً اور ابوجہل کی طرف سے خصوصاً ہو رہی تھی اُس کی امداد کرنے سے انکار کر دیں گے۔ اور اس طرح

باقی صفحہ 29 پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے نیشنل اجتماع کے موقع پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

اختتامی خطاب کا اردو مفہوم

(حضور انور کا یہ خطاب انگریزی زبان میں تھا)

فرمودہ 14 جون 2015ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ یوکے

(ترجمہ: فاروق محمود۔ فرخ راحیل)

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قرآن کریم کی سورۃ الکھف میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کی پہلی چند صدیوں میں رہنے والے عیسائی نوجوانوں کا ذکر کیا ہے۔ ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کس طرح ان عیسائی نوجوانوں نے اپنے مذہب اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کی۔ اور کس طرح وہ خدا تعالیٰ کے حضور مخلصانہ دعائیں کرتے ہوئے اپنے دین اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ مخفی طور پر بھی اور دوسرے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے بھی وہ مخالف دنیاوی بادشاہوں اور اُس زمانہ کی دوسری دنیاوی طاقتوں سے اپنے دین کی حفاظت کرنے کے قابل ہوئے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعائیں کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ایمان اور اپنے دین پر ثابت قدم رکھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اُس کی نصرت کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں مضبوط رہے ان کی کوششیں بارآور رہیں۔ اور انہوں نے اپنے ایمان کو مخالفت اور ظلم وستم سہنے کے باوجود کمزور نہیں ہونے دیا اور نہ ہی وہ اس وجہ سے حد سے زیادہ پریشان ہوئے۔ اُس وقت اُن کا ایمان ہی اُن کی واحد ترجیح اور فوقیت تھی۔ لیکن جب اس زمانہ کے بادشاہوں اور رہنماؤں نے عیسائیت قبول کی اور عیسائیوں کو دنیاوی طاقت مل گئی تو وقت کے ساتھ ساتھ اُن کا ایمان بھی تدریجی زوال کا شکار ہو گیا۔ اُن کی زندگیوں میں دنیاداری مقدم ہو گئی اور اُن کا مضبوط ایمان تدریجاً کمزور ہوتا گیا۔ آزادی اور خوشحالی کے نام پر انہوں نے اپنے ایمان کو کمزور ہونے دیا۔ دنیاوی کشش اور دنیا کی چیزوں کو اپنے دین پر مقدم ہونے دیا۔ چنانچہ اس کے بعد اُن کا ایمان صرف نام کا ہی باقی رہ گیا۔ یہ بات سچ ہے کہ عیسائیت مسلسل پھیلتی اور ترقی کرتی رہی ہے۔ لیکن اس کے بعد جو انہوں نے حاصل کیا وہ روحانیت میں ترقی نہیں تھی بلکہ دنیاوی ترقی اور کامیابی تھی۔ اسی وجہ سے حال ہی میں سابق آرچ بشپ آف کینٹر بری (Archbishop of Canterbury) نے کہا ہے کہ عیسائیت کا زوال اور اس میں عدم دلچسپی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اُسے فکر ہے کہ اب عیسائیت اپنی معدومیت سے محض ایک نسل ہی دُور رہ گئی ہے۔ اپنی اس فکر کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ باقی مذاہب عیسائیت پر سبقت لے جائیں گے اور خاص طور پر انہوں نے اپنی فکر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک فائق مذہب بن کر اُبھرے گا۔

ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے اور اس بات کو پہچاننا چاہئے کہ دوسرے مذاہب اور اقوام کا زوال اور اُن کے حالات ہمارے لئے ایک تنبیہ اور سبق ہیں۔ عیسائیت کا زوال بلا شبہ ہونا ہی تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام ہی وہ واحد حقیقی مذہب رہ گیا ہے جو پھیلا اور جس کی فتح مقدر رہے۔ ایسے وقت میں جبکہ یہاں اور دوسری جگہوں پر بھی غیر مسلمان کھلم کھلا اپنے خوف کا اظہار کر رہے ہیں کہ اسلام فائق ہو جائے گا میں اپنے احمدی نوجوانوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں بلکہ تمام احمدیوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں لازماً ان اقوام کی حقیقی اسلام کی طرف رہنمائی کرنی ہے۔ یہ آپ کا اوّلین ہدف اور پختہ عزم ہونا چاہئے اور اس کا حصول صرف دعاؤں اور مخلصانہ کوششوں سے ہوگا۔ دنیا کو اس بات سے آگاہ کرنا آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم ہی تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل اور وقت کی قید سے آزاد تعلیم ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا عیسائیت کا زوال یقینی ہے اور اسلام کے علاوہ تمام مذاہب آہستہ آہستہ اپنا اثر کھو دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مبعوث ہونے والے تمام انبیاء نے پیشگوئی کی تھی کہ ان کا لایا ہوا مذہب تدریجاً زوال پذیر ہوگا اور بالآخر معدوم ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا فائق ہونا اور اُس کا ہمیشہ قائم رہنا مقدر کیا ہے۔ انشاء اللہ۔

مومنین سے کئے گئے کئی وعدوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا

یہ چھٹی صدی عیسوی کے نسخہ قرآن کریم کے ایک ورق کا عکس ہے۔ قرآن کریم کا یہ نسخہ Birmingham میں ملا ہے اس لئے اسے The Birmingham Qur'an manuscript کہتے ہیں۔ Radiocarbon analysis کے ذریعہ سے 95.4% یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ جس چرمنی کاغذ پر یہ قرآن کریم لکھا گیا ہے وہ 568 سے 645CE میں لکھا گیا تھا۔ چنانچہ یہ نسخہ ابھی تک ملنے والا سب سے قدیم نسخہ ہے۔

(Image Accessed via WikiCommons)

ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسی نے قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور وہی اُس کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ اب ہم تقریباً 1400 سال گزرنے کے بعد دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا ایک نقطہ یا کوما(comma) بھی تبدیل ہونے نہیں دیا اور نہ ہی قرآن کریم کی اصل نص میں کوئی تبدیلی واقع ہونے دی۔ قرآن کریم کی نص ہر لحاظ سے اپنی اصل حالت میں ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ کتابی شکل میں نص قرآن کریم کے علاوہ لاکھوں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے پورے قرآن کریم کو حفظ کیا ہے اور عین اُس طرح حفظ کیا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

حال ہی میں ایک قدیم نسخہ ملا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نسخہ آٹھویں صدی کا ہے۔ یقیناً مؤرخین اس دریافت سے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا چاہتے تھے۔ اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ قرآن کریم جو اپنی موجودہ حالت میں محفوظ ہے اس کی حفاظت کا آغاز دراصل اُس آٹھویں صدی کے قرآن کریم کے نسخہ سے ہوتا ہے اور مؤرخین نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ لیکن مزید تحقیق اور تجزیہ کے بعد یہ بات ثابت ہوئی کہ جو قرآن کریم کا نسخہ ملا ہے وہ چھٹی صدی کا تھا نہ کہ آٹھویں صدی کا۔ عیسائی مؤرخین یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ نعوذ باللہ قرآن کریم کی موجودہ شکل اُس کی اصل شکل سے مختلف ہے لیکن بعد میں اُن کی اپنی تحقیق نے اس بات کو کلیۃً برعکس ثابت کیا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ وہ خود قرآن کریم کی حفاظت کرے گا اور اُسے ہرگز تبدیل یا تحریف نہیں ہونے دے گا کس شان سے سچا ثابت ہوا۔

ایک اَور وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے وہ آخرین کے زمانہ سے متعلق ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرنے کا وعدہ کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق ہوگا۔ وہ شخص اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے مبعوث ہوگا اور اسلام کی حقیقی اور اصل تعلیمات کا آخری زمانہ میں دوبارہ احیا کرے گا۔ ہم احمدی مسلمان خوش نصیب ہیں کہ ہم نے یا ہمارے آباو اجداد نے اُس شخص کی صداقت میں وہ نشانات دیکھے جسے خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کے طور پر مبعوث کیا ہے۔ اور اس طرح ہم اس پر ایمان لانے کے قابل ٹھہرے۔ یوں ہم اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور اُن برکات اور عنایات کو پا رہے ہیں جن کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آخرین کے دَور سے متعلق کی تھی۔ اور اس پیشگوئی کی حقیقی تشریح اور اس کا حقیقی مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھایا ہے جس کے مطابق ہم اُس شخص پر ایمان لائے جسے اللہ تعالیٰ نے آخرین کے دَور میں مبعوث کیا ہے۔

ایک اَور وعدہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ نظامِ خلافت کے قیام سے متعلق ہے۔ اور یہ خلافت ہی ہے جس نے حقیقی مومنین کی قائم کردہ جماعت کی قیادت اور راہنمائی کرنی ہے۔ لیکن اُس حقیقی خلافت کے قیام سے متعلق جو وعدہ کیا گیا ہے وہ ایک مشروط وعدہ ہے اور بعض شرائط کا پورا ہونا لازمی ہے تا کہ یہ برکات اور عنایات مومنین کے شامل حال رہیں۔ ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ خلافت کا انعام اُن لوگوں کو دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی

عبادت کرتے ہیں اور کسی کو اُس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ باقاعدگی سے عبادت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا بھی اُن کے لئے لازمی ہے۔ اُن کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی بھی لازمی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت بھی لازم ہے۔ پس ان شرائط کے مطابق مومنین کا خدائے واحد کی عبادت کرنا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت لازمی ہے۔ انہیں لازمًا نماز کے لئے وقف رہنا اور دین کے لئے مالی قربانی کے لئے بھی لازمًا تیار رہنا ضروری ہے۔ اگر ایسا ہوگا تب ہی وہ خلافت کے انعام کے مستحق ٹھہریں گے۔ اس لحاظ سے ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان انعام سے نوازا ہے۔

یہ سب باتیں ایک احمدی کو اس بات پر متوجہ کرنی چاہئیں کہ وہ اپنا جائزہ لے اور اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی کر رہا ہے یا نہیں۔

یہ ہمارے نَوجوانوں اور ہماری آئندہ نسلوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیاوی خواہشات کو ایک طرف رکھ کر اور دنیاوی اثرات سے دُور ہو کر دین کے خادم بن جائیں تا کہ ہمارے مستقبل میں آنے والی نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کے انعام کی مستحق ٹھہریں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آج کے عیسائی اپنے دین سے بہت دُور جا رہے ہیں اور وہ اِس حد تک دُور جا چکے ہیں کہ کلیسا کے رہنما اس بات سے انتہائی فکرمند اور پریشان ہیں۔ وہ کھلے طور پر اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ صرف چند عیسائی باقی رہ جائیں گے۔ وہ یہاں تک فکرمندی کا اظہار کر رہے ہیں کہ کہیں کلیسا بالآخر بالکل ختم نہ ہو جائے۔ اس خیال اور فکرمندی کا اظہار جائز ہے کیونکہ کلیسا کو قائم رکھنے کی کوششیں خالصۃً اُن کی دنیاوی کوششوں پر مبنی ہیں۔ اُن کے پاس کوئی الٰہی حفاظت نہیں ہے جو ان کی مدد کرے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں ہے جو اُن کے دین کے لئے ڈھال ہو۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسلام کو فائق رکھے گا اور اس کی حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اُس کی تعلیمات یعنی اُس کا دین اور شریعت اب کامل ہو گئی ہے۔ اور یہی تعلیمات تا قیامت قائم رہیں گی۔ اس لئے مسلمانوں کو یہ فکر لاحق نہیں ہونی چاہئے کہ اُن کا دین ختم ہو جائے گا یا بالکل معدوم ہو جائے گا۔

پھر بھی مجھے جو فکر اور پریشانی مسلسل لاحق ہے وہ نوجوانوں سے متعلق ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ ہمارے نَوجوانوں میں سے ایک بھی اپنے ایمان سے دُور چلا جائے۔ کیونکہ یہ اپنی زندگیاں برباد کرنے اور اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں سے اپنے تئیں محروم کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری جماعت دراصل اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ جماعت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہی ہے کہ ہر سال لاکھوں نفوس جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر حقیقی اسلام کو قبول کرتے ہیں۔ اُن کا جوش اور ولولہ دوسروں کے لئے نمونہ ہے۔ وہ جماعت میں اِس دلی عہد کے ساتھ شامل ہوتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جماعت کے خادم رہیں گے۔ کئی لوگوں نے اپنے قبولِ احمدیت کے واقعات قلمبند کئے ہیں خاص طور پر افریقہ اور عرب ممالک کے لوگوں نے۔ انہوں نے کھلم کھلا اس بات کا اظہار کیا ہے کہ انہیں کسی ظاہری دنیاوی طاقت نے قبولِ احمدیت پر مجبور نہیں کیا بلکہ انہیں تو روحانی قوتوں نے احمدیت کی طرف رہنمائی کی ہے اور جلد ہی اُن پر احمدیت کی سچائی واضح ہو گئی۔

وہ اللہ تعالیٰ کی برکات حاصل کرنا چاہتے تھے جن کا وعدہ قرآن کریم میں مومنین سے کیا گیا ہے اور یہی بات اُن کو اس طرف متحرک کرنے والی تھی اور اُن کی دعائیں بھی انہیں برکات کے حصول کے لئے تھیں۔ اس دَور میں دنیا بھر میں لوگوں پر یہ حقیقت آشکار ہو رہی ہے کہ صرف جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن ہے۔ وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ صرف ہماری جماعت ہی حقیقی اسلام کو پھیلا رہی ہے اور ہماری جماعت ہی حقیقی مذہب کی گراں قدر خدمت سرانجام دے رہی ہے۔ مَیں آئیوری کوسٹ کے ایک شہر میں بسنے والے ایک نَوجوان Bassam نامی کی مثال پیش کرتا ہوں۔ اُس نے بتایا کہ وہ ایک غیر احمدی مسلمان تھا اور اُس کی اسلام میں بہت دلچسپی تھی۔ وہ غیر احمدیوں کی مساجد میں جایا کرتا تھا لیکن وہ مسلمان ذاتی رنجشوں میں ملوث رہتے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت دل شکستہ ہو جاتا۔

اُسے بہت دُکھ ہوتا اور وہ اس بات پر بہت افسوس بھی کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسے جماعت احمدیہ سے متعارف کروایا گیا۔ چنانچہ وہ اپنی نمازیں ہماری مسجد میں ادا کرنے لگ گیا اور لوکل درس القرآن بھی سنتا اور ساتھ ساتھ لوکل احمدیوں نے اُسے تبلیغ بھی کی۔ جلد ہی اس پر احمدیت کی سچائی ظاہر ہوگئی اور اُس نے بیعت کر لی۔ لیکن اُس نے صرف بیعت پر ہی اکتفانہ کیا اور نہ ہی اُس نے فقط بیعت کرنا کافی سمجھا بلکہ وہ تندہی کے ساتھ لوکل مسجد میں ایم ٹی اے دیکھتا رہا اور ایم ٹی اے دیکھنے کے نتیجہ میں وہ اتنا متاثر ہوا کہ چند مہینوں میں ہی پیسے جمع کر کے اپنے گھر میں سیٹلائیٹ ڈش لگوالی۔ اُس نے بتایا کہ ہر پروگرام جو وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں دیکھتا اُس کے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتا۔

گو کہ وہ فرانسیسی زبان بولتا ہے لیکن وہ ایسے پروگرام بھی دیکھتا جو فرانسیسی زبان میں نہیں تھے اور اُس نے ایم ٹی اے کا schedule مکمل حفظ کر لیا تھا۔ اُس نے بتایا کہ میرے خطبات اُس کے لئے خاص طور پر اطمینانِ قلب کا باعث ہوتے اور اسی قسم کے دوسرے پروگرام بھی۔

پس ہر احمدی مسلمان کو ایم ٹی اے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو پہچاننا چاہئے اور اس کی ہرگز ناقدری نہیں کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دنیا مختلف ادوار سے گزری ہے اور اب اسلام اُس دائمی خلافت کے دَور میں داخل ہوا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ خلافت کے ساتھ اپنا بندھن اور تعلق مضبوط کرے اور آئیوری کوسٹ کے نَو جوان کے نمونہ پر چلے۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ جمعہ یا حضرت خلیفۃ المسیح کے کسی پروگرام میں اُس نے کوئی ناغہ نہیں کیا اور ہر پروگرام دیکھا ہے۔ اُسے ہمیشہ ایسے نکات مل جاتے ہیں جو اُس کے ایمان میں مزید اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی نوجوان کو اپنی ترجیحات کو تبدیل کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے اُس انعام کا حقیقی شکرگزار ہونا چاہئے جو اُس نے ہمیں ایم ٹی اے کی صورت میں دیا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم ایم ٹی اے کے ساتھ جُڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف موضوعات پر مشتمل اور مختلف حالات و واقعات کی روشنی میں ایم ٹی اے شاندار پروگرام تیار کر رہا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان پروگراموں کو دیکھ کر مختلف معاملات پر اور مختلف مسائل پر اسلام کے نقطۂ نظر کو سمجھیں تا کہ آپ کے دینی علم میں بھی اضافہ ہو۔ اور اس طرح انشاءاللہ آپ کا اسلام اور جماعت سے بندھن بھی مضبوط ہو جائے گا۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا بہت سے لوگ ہیں جو اپنے جذبات اور تجربات بیان کرتے ہیں۔ ایک اور مثال مالی کے ایک شخص کی دیتا ہوں جس کا انٹرویو احمدیہ ریڈیو اسٹیشن نے لیا۔ اُس نے بتایا کہ جب احمدیت کا پیغام ریڈیو پر سنا تو اُسے یوں لگا کہ گویا وہ اسلام کے بارہ میں پہلی دفعہ علم حاصل کر رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ اُس پر اب یہ حقیقت آشکار ہوئی ہے کہ ماضی میں جو کچھ اُس نے اسلام کے بارہ میں سنا اُس کی کوئی حقیقت اور اہمیت ہی نہیں۔ اُس نے کہا کہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ گویا احمدیت کی تعلیمات سے میری پیدائشِ نَو ہوئی ہے۔ پس اِس زمانہ کے نَو جوانوں کو اپنے دین کے بارہ میں علم حاصل کرنا چاہئے تا کہ اُن کے ایمان میں اضافہ ہو اور وہ دنیاداری میں نہ پڑ جائیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اسلام کی حفاظت کرے گا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ احمدیت قبول کرنے کے

لئے آتے چلے جائیں گے اور اپنے دین کے حقیقی خادم بن جائیں گے۔

آپ میں سے اکثریت پیدائشی احمدی ہیں۔ آپ میں سے سب کو، پیدائشی احمدی بھی اور بعد میں آنے والوں کو بھی اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ آپ بھی اُن خوش نصیبوں میں شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کی نعمتوں کے وارث ہیں۔ آپ نے اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ آپ دین کا حقیقی علم حاصل کررہے ہیں اور دین کی گہرائیوں کو سمجھ رہے ہیں تا کہ آپ ذاتی طور پر اسلام کی خدمت کے لئے صفِ اوّل میں کھڑے ہو کر اسلام کا دفاع کرسکیں۔ آپ انتظار مت کریں اور نہ ہی ہچکچائیں۔ آپ کو چاہئے کہ آج ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے حقیقی خادم کے طور پر اپنا قدم آگے بڑھائیں اور اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو اِس جہان میں بھی اور آخرت میں بھی روحانی انعام پانے والے ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ ہمیں اُس طرح بننا ہے جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے۔ اور یہ وہی توقعات ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کی ہیں۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا ہے تا کہ آپؑ ایک جماعت قائم کریں جو اسلام کی حفاظت کرے۔ اس لئے آج اسلام کی خدمت اور اُس کی حفاظت کے لئے یہ بات لازم ہے کہ ہم اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ کریں اور آپ کی تعلیمات پر عمل کریں۔ انتہائی تاکید کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر آپ کی جماعت قائم نہ کی جاتی تو اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ مسلمان مُلّاؤں کی اسلام کے بارہ میں غلط تشریحات کی وجہ سے اسلام تباہ ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت بذاتِ خود اسلام پر انتہائی تاریکی کے دَور میں نازل ہوئی اور اُس نے اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ مسلمہ کو قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُس کی تائید کے ساتھ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلسل مخالفت اور ظلم و ستم سہنے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکا ہے۔ یقیناً آج دنیا کے پڑھے لکھے اور معزز لوگ برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ صرف جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی تصویر پیش کررہی ہے۔ اگر ہم دنیا کے موجودہ حالات پر نظر دوڑائیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ ایک طرف تو اسلام اور خلافت کے نام پر ظلم و ستم ڈھائے جارہے ہیں اور ناانصافیوں کا بازار گرم ہے۔ نوجوانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے اور شدّت پسند بنایا جارہا ہے۔ انہیں جہاد اور شہید ہونے کا غلط مفہوم بیان کر کے گمراہ کیا جارہا ہے۔ اس نتیجہ میں بیشمار معصوم جانوں کو قتل کیا جارہا ہے یا اُن کے ساتھ انتہائی وحشیانہ سلوک روا رکھا جارہا ہے۔ وہ نَو جوان جنہیں شدّت پسند بنایا جارہا ہے وہ دراصل مایوس، مضطرب اور بے چین ہیں۔ اُن میں سے اکثر اخلاص کے ساتھ اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اُن کی بدنصیبی ہے کہ اُن سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور انہیں جہاد کے انتہائی غلط مفہوم کے نام پر بدامنی پھیلانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ مسلمہ خلافت کی قیادت اور رہنمائی میں پیار، محبت اور امن کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ ہم ایسا کررہے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت کیا ہے کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔ یورپ، شمالی امریکہ، افریقہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، ایشیا اور دنیا کے ہر خطہ میں جہاں بھی ہماری جماعت موجود ہے ہم امن کے جھنڈے تلے متحد ہیں۔ دنیا کی ہر جگہ پر ہمارا ایک ہی پیغام ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے یہاں مغربی ممالک میں میڈیا کی جماعت احمدیہ کے بارہ میں خاص دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ یہاں یوکے میں، امریکہ میں اور دوسرے ممالک میں بھی میڈیا مسلسل جماعت کے متعلق رپورٹیں پیش کررہا ہے۔ اور میڈیا والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ امن اور خیر سگالی پھیلا رہی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ فقط اسلامی تعلیمات ہی اُن میں امن اور خیر سگالی پھیلانے کا جذبہ پیدا کررہا ہے۔

ہر احمدی مسلمان کو خواہ جہاں کہیں وہ ہو اسلام کا حقیقی پیغام پھیلانا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ اسلام سے مرتد ہو رہے تھے اور شدّت پسند نام نہاد علماء کے شکنجے میں پھنس رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی تنبیہ کی تھی کہ اگر ایسے حالات رہے تو وہ اسلام کی تباہی کا باعث بنیں گے اور آج بھی اسلام اِنہیں مصائب کا شکار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی حیثیت سے یہ ہمارا فرض ہے کہ اُن لوگوں سے اسلام کا دفاع کریں جو اُسے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

دشمنانِ اسلام انشاء اللہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت بذاتِ خود کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ بہرحال ہمارے احمدی نوجوانوں کو ہراول دستہ کے طور پر سب سے آگے اسلام کی حقیقی تعلیمات کے دفاع میں ہونا چاہئے۔ اس weekend پر آپ نے یہاں اسلام آباد (ٹلفورڈ یوکے) میں اپنا اجتماع منعقد کیا ہے اور امریکہ میں بھی خدام الاحمدیہ نے اپنا اجتماع منعقد کیا ہے اور آج میرا خطاب بھی ایم ٹی اے کی وساطت سے براہ راست سُن رہے ہیں۔ پس آج آپ سب کو یہ پختہ عہد کرنا چاہئے کہ آپ اسلام پر کئے گئے ہر قسم کے حملہ کا دفاع کریں گے۔ یہ بھی پختہ عہد کریں کہ آپ وہ لوگ

ہوں گے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُور دُور تک پھیلائیں گے۔ ہم حقیقی طور پر خوش نصیب ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے بہت خوبصورت اور تفصیلی ہدایات چھوڑی ہیں۔

پس اسلام کے دفاع کے لئے آپ کو ہمیشہ اس بات کو مدّنظر رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت سے کیا چاہتے تھے اور آپؑ کی ہم سے کیا توقعات تھیں۔

ایک جگہ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ زمانہ ایک روحانی جنگ کا زمانہ ہے اور اچھائی اور شیطانی اثرات کے درمیان جنگ شروع ہوگئی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ شیطانی اثرات اسلام پر حملہ کرنے اور اس کو شکست دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا تاکہ وہ شیطانی اثرات کو ہمیشہ کے لئے شکست دے۔

پس جب ایک احمدی نَوجوان اس نیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرتا ہے کہ وہ حقیقی مسلمان بنے گا تو اُسے مسلسل اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ شیطانی اثرات باہر سے بھی اور اندر سے بھی اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ اسلامی دنیا باہمی تنازعات کا شکار ہے اور اسلام کی دشمن عالمی طاقتیں بخوشی مسلمانوں کے درمیان نفرتوں کے شعلوں کو مزید بھڑکا رہی ہیں۔ اور مسلم دنیا میں غیر ضروری بےچینی اور بدامنی کو ہَوا دے رہی ہیں۔ آج کے مسلمانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ اس صورتحال کو نہیں پہچان رہے۔ اور بیرونی طاقتوں کو مسلمانوں کی صفوں میں بگاڑ ڈالنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ پس احمدی نَوجوانوں کو یہ عہد کرنا ہے کہ وہ اسلام کے دفاع میں پختہ ڈھال بن جائیں گے۔ اور دنیا پر اس بات کو ثابت کریں گے کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے۔ احمدی نَوجوان اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا پر اُجاگر کرنے کی کوشش میں پُرعزم ہوں اور اِس عظیم کام کے لئے ہر کوشش اور قربانی کے لئے تیار رہیں۔ مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم کیا ہے کیونکہ انسان مسلسل خدا تعالیٰ سے دُور جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے ذرائع مخفی ہوتے چلے جا رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا تاکہ آپؑ اُن مخفی ذرائع پر روشنی ڈالیں۔

پس ہمارے احمدی نَوجوان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور اپنی اصلاح کریں۔ جب ایسا ہوگا تب ہی وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہوں کو روشن کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکیں گے۔ جب تک ایک احمدی اس کوشش میں گامزن نہیں رہے گا تب تک اُس کا بیعت کرنا بے فائدہ ہے اور وہ اپنے اسلامی فرائض کو سرانجام دینے میں ناکام رہے گا۔ اگر ہمارے احمدی نَوجوان اس مشن میں ناکام رہے تو وہ اُن راہوں پر چلنے لگ جائیں گے جن راہوں پر ابتدائی عیسائی چلے تھے جو ابتدا میں تو اپنے دین کے لئے پُرجوش تھے لیکن بعد میں اپنی تعلیمات سے اس حد تک دُور ہٹتے چلے گئے کہ آج کلیسا کو اپنے وجود کو کھودینے کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔

مغربی ممالک میں رہنے والے نَوجوان کبھی بھی اس بات کو روا نہ رکھیں کہ دنیاداری، دنیاوی کشائش یا جدید ترین ٹیکنالوجی اُن کو دین سے دُور لے جانے والی ہو۔ اس کے برعکس ہمیں صرف اُن راہوں کو اختیار کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر جاتی ہیں۔ اُن راہوں کے حصول کے لئے آپ لازمًا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں کیونکہ آپؑ کے ملفوظات اور تعلیمات اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا دروازہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی بندھن قائم کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت سے کامل وفاداری، کامل اطاعت اور کامل اخلاص کے ساتھ وابستہ کرلے۔

آپؑ نے فرمایا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنی اَناؤں اور خودغرضی کو کلیۃً ختم کر دے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مضبوطی سے پکڑے رکھے۔ چند دنوں میں رمضان کے بابرکت مہینہ کا آغاز ہو رہا ہے اور اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہت اچھا موقع ہے۔ روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ کی بکثرت عبادت کرنی چاہئے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے۔ قرآن کریم میں علوم کے موتیوں کو تلاش کرنا چاہئے۔ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنا اور آپ کی بیعت کرلینا ہی کافی ہے۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ ہر احمدی اللہ تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق قائم کرے۔ اور تقویٰ حاصل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ جب تک آپ کی جماعت تقویٰ حاصل نہیں کرلیتی وہ فلاح اور نجات حاصل کرنے میں ناکام رہے گی۔ ہمیشہ اپنے نفس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور حقیقی احمدی بن جائیں۔ آپ میں سے ہر ایک نَوجوان کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق قائم رکھے۔ آپ اُن لوگوں کے نقش قدم پر مت چلیں جو دنیاوی آسائشیں اور اثر و رسوخ میسر آنے پر اپنے دین کی راہوں سے بھٹک جاتے ہیں۔ آپ اُن لوگوں کے نقش قدم پر مت چلیں جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنے خالق کو بھول گئے۔ آپ کو ایسا بننا ہے جو حقیقی طور پر بیعت کی شرائط پر عمل کرتے ہیں کیونکہ عہدوں کو پورا کرنا ایک ضروری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب

کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب خدام جو میرے اس خطاب کو آج یوکے میں سُن رہے ہیں اور امریکہ میں سُن رہے ہیں یا دنیا میں کہیں بھی سُن رہے ہیں اللہ کرے کہ آپ اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ آپ اُن نَو جوانوں میں شمار کئے جائیں جو اپنے لوگوں کی اصلاح کرنے کے فرائض کو بخوبی سرانجام دینے والے ہیں اور قوموں کی ترقی کے لئے صفِ اوّل میں کھڑے ہیں۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ آپ کبھی ایسے نَو جوان نہ بنیں جو اپنی قوموں پر بوجھ بنتے ہیں اور قوموں کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ یقیناً ایسے نَو جوان اپنے مذہب کو بہت نقصان پہنچانے والے ہیں۔

پس آج آپ سب یہ عہد کریں کہ ہمارے اجتماعات ہماری روحانی ترقی کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ عہد کریں کہ آپ ایسے بن جائیں گے جو دنیا کو روحانیت کی طرف لانے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف لانے والے ہوں گے۔

آج دنیا کی نظریں ہماری جماعت پر ہیں تا کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دیکھ سکیں۔ یہ وہ بات ہے جو مَیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہوں جب میں دوسرے ممالک کا دورہ کرتا ہوں۔ اس وجہ سے ہم نے دنیا کو ثابت کرنا ہے کہ ہماری باتیں کھوکھلی نہیں ہیں بلکہ ہم اپنی زندگیاں حقیقی امن کے سفیروں کی حیثیت سے گزارتے ہیں اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کی مشعل ہیں۔ کسی احمدی مسلمان کو کبھی بھی کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ دانش، علم اور سب سے بڑھ کر حق ہمارے ساتھ ہے۔ آخر میں مَیں ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ آپ سب اللہ تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق قائم کریں اور ہمیشہ اُس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو کامیاب کرے اور جو باتیں آج مَیں نے کہیں ہیں اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ آپ اپنے آپ کو اسلام کی سچائی کے چمکتے ہوئے روشن ستارہ کے طور پر ثابت کرنے والے ہوں۔ انشاء اللہ۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اردو میں فرمایا:

یہاں بعض اسائلم سیکر بھی آئے ہوئے ہیں۔ گزشتہ ایک دو سالوں میں آئے ہیں جو انگریزی کچھ حد تو سمجھتے بھی ہوں گے، کچھ پڑھے ہوئے بھی ہیں۔ لیکن ان کے اپنے بھی بعض مسائل ہیں۔ اس لئے مَیں اُن کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں آنے کا مقصد اور یہاں آنے کی وجہ یہ تھی کہ اُن کو اپنے ملک میں صحیح طرح سے نہ عبادت کرنے کا حق دیا گیا تھا، نہ اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق دیا گیا تھا۔ بعض براہ راست اس سے متأثر تھے اور بعض ایسے بھی ہوں گے جو دوسروں کو دیکھ کر اتنا حوصلہ نہیں رکھتے کہ وہ یہ چیزیں دیکھ سکیں۔ اس لئے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ پاکستان سے نکلیں اور دوسرے ملکوں میں جائیں۔

پس یہاں آپ کا آنا احمدیت کی وجہ سے ہے۔ اُس حقیقی اسلام کی وجہ سے ہے جس کی یہ تعلیم ہے کہ تم نے دنیا میں فساد پیدا نہیں کرنا بلکہ امن و محبت اور پیار بانٹنا ہے۔ پس جب آپ نے اس وجہ سے ملک چھوڑا ہے تو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہاں آنا جب خدا تعالیٰ کی خاطر ہے، اس وجہ سے ہے کہ آپ کو مذہبی آزادی نہیں تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا بھی آپ کا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جو حق ہیں، اس کی عبادت کا حق ہے وہ بھی ادا کرنا آپ کا کام ہے۔ یہ نہیں کہ اسائلم جب تک کلیئر (clear) نہیں ہوتا اس وقت تک تو بڑی دعائیں اور عاجزی دکھاتے ہیں۔ اس کے بعد جب اسائلم پاس ہو گیا یا کوئی job مل گئی، مالی حالات بہتر ہو گئے تو بعض ایسے بھی ہیں جو خدا کو بھول جاتے ہیں، جو اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں، جو جماعت کے احسانات کو بھول جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات آپ پر جماعت کی وجہ سے ہیں کہ آپ کو یہاں آ کر بہتر حالات میسر آئے۔ یہاں اپنے ملک سے نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالی لحاظ سے بھی اکثریت کو کشائش عطا فرمائی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننا ہے، اور بنیں! اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری یہی ہے کہ جو اس کے احکامات ہیں اُن پر عمل کیا جائے اور جماعت کا جو نظام ہے اور خلافت سے ایک احمدی کا جو تعلق ہونا چاہئے اُس میں آپ کو بڑھنا چاہئے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ہمیشہ صرف اجتماع کی حد تک نہیں، چند دنوں تک نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو احساس دلاتے رہیں، اس کی جگالی کرتے رہیں کہ ہم نے جماعت کے نظام اور خلافت کے ساتھ کامل وابستگی دکھانی ہے تا کہ ہم اسلام اور احمدیت کی صحیح خدمت کر سکیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کوشش کریں کہ ہر معاملہ میں اپنے نمونے قائم کریں۔ یہاں جب آپ کے اسائلم پاس ہو جائیں، بعض benefits بھی لیتے ہیں، بعض دوسری آسائشیں بھی لیتے ہیں، اُنہیں اس حد تک لینے کی کوشش کریں جس حد تک قانون اور سچائی آپ کو اجازت دیتی ہے۔ جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اُن سے فائدہ نہ اُٹھائیں۔ جھوٹ کا سہارا لیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے مقابلے میں جھوٹ کو کھڑا کر رہے ہیں۔ اور جھوٹ کو اللہ تعالیٰ نے شرک قرار دیا ہے۔ پس یہ عارضی خداؤں سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچاتے رہیں اور اُس زندہ خدا کی طرف جھکیں جو ہمیشہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور وہی ہے جو آپ کی ضروریات کو پورا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

اب دعا کرلیں۔

☆......☆......☆

اسلام اور سائنس

"قرآن سب علوم کا جامع ہے"۔ "قرآن نے لوگوں کو سائنس کی تعلیم سے روکا نہیں"۔
"مذہب اور سائنس میں کوئی اختلاف نہیں"۔ "مذہب خدا کا قول ہے اور سائنس خدا کا فعل"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے کہ اگر علم سائنس یعنی طبعی خدا تعالیٰ کے تمام عمیق کاموں پر احاطہ کر لے تو پھر وہ خدا ہی نہیں۔...... انسان باوجودیکہ ہزار ہا برسوں سے اپنے علوم طبعیہ اور ریاضیہ کے ذریعہ سے خدا کی قدرتوں کے دریافت کرنے کے لئے جان توڑ کوششیں کر رہا ہے مگر ابھی اس قدر اُس کے معلومات میں کمی ہے کہ اس کو نامراد اور ناکام ہی کہنا چاہئے۔صدہا اسرار غیبیہ اہل کشف اور اہل مکالمہ الٰہیہ پر کھلتے ہیں اور ہزار ہا راستباز اُن کے گواہ ہیں مگر فلسفی لوگ اب تک اُن کے منکر ہیں......دماغ کو علوم اور معارف سے کچھ تعلق نہیں ہاں اگر دماغ صحیح واقعہ ہو☆ اور اس میں کوئی آفت نہ ہو تو وہ دل کے علوم مخفیہ سے مستفیض ہوتا ہے اور دماغ چونکہ منبتِ اَعصاب ہے اس لئے وہ ایسی کل کی طرح ہے جو پانی کو کنوئیں سے کھینچ سکتی ہے اور دل وہ کنواں ہے جو علوم مخفیہ کا سرچشمہ ہے۔ یہ وہ راز ہے جو اہل حق نے مکاشفاتِ صحیحہ کے ذریعہ سے معلوم کیا ہے جس میں مَیں خود صاحب تجربہ ہوں۔"

☆ چونکہ دماغ منبتِ اعصاب ہے اس لئے علوم قلبیہ کا محسوس کرنا اس کا کام ہے اور اگر دماغ میں کوئی آفت پیدا ہو تو وہ علوم پردہ میں آجاتے ہیں جیسا کہ اگر ڈول یا اس کی رسّی ناتمام ہو تو پانی کنوئیں میں سے نہیں آسکتا۔منہ۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 282-283)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا تحریر میں یہ بات واضح فرمائی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے تمام باریک در باریک کاموں کے بارہ میں خبر نہیں پا سکتا کیونکہ اگر پا لیتا تو خدا، خدا نہ ہوتا۔آپؑ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اہل کشف یعنی نیک لوگوں پر غیب کی باتیں کھولتا ہے۔لیکن فلسفی لوگ جو صرف عقل کے معیار پر ہر بات کو پرکھتے ہیں۔ وہ اِن غیب کی باتوں کو نہیں مانتے اور نہ ہی سمجھتے ہیں۔آپ نے بتایا کہ انسان کا دماغ علوم اور معارف سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ ہاں اگر دماغ صحیح ہو تو وہ دل کے چُھپے ہوئے علوم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ دل پوشیدہ علوم کا منبع ہے۔

سائنسی علوم کے حصول کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے فضل سے نیک لوگوں پر غیب کی باتیں کھولتا ہے۔

ہمارے پاس خدا تعالیٰ کا کلام قرآن کریم موجود ہے۔اگر ہم قرآن کریم کی آیات کو بنیاد بنا کر خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے سائنسی علوم حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً صحیح راہ پر چلنے والے ہوں گے اور دنیا کی پوشیدہ باتوں کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے علم پانے والے ہوں گے۔

خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد مواقع پر اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی اختلاف نہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ کلام یعنی قرآن کریم میں سائنسی علوم پر غور و فکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔سائنس سے متعلق خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات میں سے ایک مختصر سا انتخاب پیش خدمت ہے۔ اللہ کرے کہ احمدی طلباء بالعموم اور واقفین نو بالخصوص ان ارشادات و ہدایات کو مدّنظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی فیلڈز میں قرآن کریم کے علوم کو اپنی بنیاد بنانے والے ہوں۔آمین۔(مدیر)

قرآن کریم سب علوم کا جامع ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے کسی کالج میں تعلیم نہیں پائی اور سکول کی تعلیم کی حالت کا ابھی مَیں نے ذکر کر دیا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ مجھے قرآن آتا ہے اور کوئی فلاسفر کوئی سائیکالوجسٹ، کوئی سائنس دان غرضیکہ کسی علم کا ماہر آئے اور اپنے علم کی رُو سے اسلام پر اعتراض کرے۔ اگر اسی کے علم سے مَیں اس کا ردّ نہ کردوں! تو جھوٹا۔ مَیں ہندوستان میں بھی سب جگہ گیا ہوں اور یورپ بھی گیا ہوں اور ہر قسم کے علوم جاننے والوں سے گفتگوئیں ہوئی ہیں۔ جن میں بڑے بڑے فلسفہ دان، سائنسدان، سپر چولزم کے ماہر تھے مگر سب کو قرآن کے ذریعہ خاموش کر دیا۔ کیونکہ قرآن سب علوم کا جامع ہے، یہ ایک مخفی خزانہ ہے"۔ (انوار العلوم جلد 13 صفحہ 373-374)

قرآن اور سائنس

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن نے لوگوں کو سائنس کی تعلیم سے روکا نہیں بلکہ فرماتا ہے: قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (سورۃ یونس:102) غور کرو۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں۔ آسمان سے مراد سماوی (علوی) علوم اور زمین سے ارضی یعنی جی آلوجی (Geology)، بائی آلوجی (Biology)، آرکی آلوجی (Archeology) طبعیات (Physics) وغیرہ علوم مراد ہیں۔ اگر خدا کے نزدیک ان علوم کے پڑھنے کا نتیجہ مذہب سے نفرت ہوتا تو قرآن کہتا ان علوم کو کبھی نہ پڑھنا۔ مگر اس کے برخلاف وہ تو کہتا ہے، ضرور غور کرو، ان علوم کو پڑھو اور اچھی طرح چھان بین کرو کیونکہ اسے معلوم ہے علوم میں جتنی ترقی ہوگی اس کی تصدیق ہوگی۔

قرآن کریم کی یہ آیت بھی سائنس کی طرف توجہ دلاتی ہے: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔(آل عمران: 191-192) فرمایا: زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن رات کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشان ہیں۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرنے سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کوئی چیز فضول اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی۔

اب دیکھو اس آیت میں سائنس کے متعلق کیسی وسیع تعلیم دی گئی ہے۔ اشیاء کے فوائد اور پھر یہ نتیجہ کہ کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی یہ بغیر تحقیق کے کیسے معلوم ہوسکتا تھا۔ پس قرآن نے خواص الاشیاء کی طرف توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی یہ سنہری اصل بھی سکھا دیا ہے کہ کسی چیز کو بے فائدہ نہ سمجھو۔ ہم نے کوئی چیز فضول پیدا نہیں کی۔ گویا لمبی تحقیق جاری رکھنے اور عاجل نتائج سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔...... پس اسلام سائنس کی طرف توجہ دلاتا ہے اور سائنس کی تحقیقاتوں سے اسلام کی تائید ہوتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 501 تا 503)

نوجوانوں سے اپیل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَیں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ...... مذہب اسلام کا مطالعہ کرو۔ قرآن کو ہاتھ میں لو اور اس پر غور کرو۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سائنس مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ کوئی سچی سائنس مذہب کے خلاف نہیں اور کوئی سچا مذہب سائنس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ ......کوئی سائنس کا مسئلہ اور کوئی صحیح فلسفہ اسلام کے خلاف نہیں۔ تم کو سب سے اچھا مذہب ملا ہے......

تم اپنے مذہب کی قدر کرو اور اس کا احترام کرو۔ اسلامی روح اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر تمام تدابیر کامیاب ہوں گی۔ تم قرآن کو ہاتھ میں لو۔ اس کا مطالعہ کرو۔ اس کو غور سے Study کرو۔ اس کتاب کا احترام کرو۔ اس کی آیات پر ہنسی نہ کرو۔ صرف كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا (المآئدة:102) کا مسئلہ ہی یاد نہ ہو بلکہ مذہب بھی سیکھو۔ یاد رکھو اس میں وہ علوم ہیں جو تمام دنیا کے تمدّن کو ہیچ کر دیں گے۔ تم اگر اسلام کا سچا نمونہ اختیار کرو گے تو تم کو روحانی اور جسمانی دونوں امور میں دنیا پر برتری حاصل ہوگی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا نعرہ پھر بلند ہوگا۔ اور اسلام کی حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل کی طرح پھر دنیا پر قائم ہوگی۔ انشاءاللہ"۔

(مذہب اور سائنس انوار العلوم جلد 9 صفحہ 518 تا 519)

مذہب اور سائنس کا کوئی اختلاف نہیں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 رجون 2011ء کو جرمنی کی مختلف یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم احمدی طلباء کے ساتھ نشست میں سائنس اور مذہب کے بارہ میں فرمایا:

"جس فیلڈ میں بھی آپ ہیں، جس ریسرچ میں بھی آپ ہیں، یہ بات یاد رکھیں (کہ) ایک احمدی مسلمان کو کبھی کسی قسم کے اس کمپلیکس میں نہیں ہونا چاہئے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی فرق ہے۔ بائبل یا دوسرے مذاہب سائنس کی وضاحت تو نہیں کر سکتے لیکن اسلام، قرآن کریم ہمیشہ ہر وہ چیز بتاتا ہے، بلکہ آج سے چودہ سو سال پہلے وہ سب کچھ بتا دیا، جو آج کل سائنس ثابت کر رہی ہے۔

1908ء میں Professor Clement Wragge جو لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملے تھے جو موسمیات کے ماہر تھے اور یہ

وہی ہیں جنہوں نے tsunami کے نام رکھے ہیں، انہی کے وقت سے چل رہے ہیں۔امریکہ میں جومختلف قسم کے طوفان آتے ہیں کیٹرینہ اور فلاں اور فلاں یہ انہی کے رکھے ہوئے نام ہیں۔انہوں نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات کی۔مختلف سوال و جواب ہوئے۔وہ ساری بات چیت ملفوظات کی جلد دس میں محفوظ ہے۔اس میں سوال کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہوا کہ مذہب اور سائنس کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔تو حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہی تو میں ثابت کررہا ہوں کہ مذہب اور سائنس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے، احمدی بھی ہوگئے تھے اور یہ بنیادی طور پر نیوزی لینڈ کے تھے اور پھر وہیں ان کی تدفین ہوئی اور بحیثیت احمدی مسلمان کے ان کی وفات ہوئی۔

اگر ہر ایک کا اپنے اپنے فیلڈ میں علم صحیح طرح ہو اور اُسے عبور حاصل ہو اور ریسرچ کرنے کی صلاحیت ہوتو جس جس کی جو فیلڈ ہے اس میں اپنی ریسرچ کو قرآن کریم کے مطابق نکالنے کی کوشش کرے۔اب فزکس میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے توحید کو بنیاد رکھتے ہوئے اپنی ساری ریسرچ کی تھی۔اپنے اپنے فیلڈ میں اسی طرح دوسروں کو بھی کرنا چاہئے۔مثلاً ایگریکلچرسٹ (agriculturist) ہیں۔عام طور پر ہم سمجھتے ہیں کہ ایک بیج جو زمین میں بویا جاتا ہے تو آرام سے یوں نکل آتا ہے۔حالانکہ اپنے زور سے بیج یوں نہیں نکل رہا ہوتا۔اس میں اتنی سخت شدید vibration ہوتی ہے کہ وہ vibration زمین کو پھاڑ کر بیج کو باہر نکال دیتی ہے اور قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے کہ زمین پھولتی ہے اور ہلتی ہے اور اس ہلنے سے اور اس دھڑک سے وہ باہر نکلتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح مختلف مضامین ہیں اگر انسان غور کرے تو مختلف باتیں آپ کے سامنے آجائیں گی۔اس لئے کسی کو بھی اس طرح کے کمپلیکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔قرآنِ کریم کا مطالعہ ایک احمدی طالب علم کو بہت کرنا چاہئے تاکہ جہاں آپ کا دینی علم بڑھے وہاں آپ کو قرآنِ کریم کے دنیاوی علوم کی جو کانیں ہیں، جو خزائن ہیں، ان کا بھی پتہ لگے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ جماعت احمدیہ کے سو سال پورے ہوں تب جماعت سو ڈاکٹر عبدالسلام پیش کرے۔اس ملک میں رہتے ہوئے، یہاں مغرب میں، جرمنی میں آپ کو سہولتیں ہیں، ریسرچ کی بھی سہولتیں ہیں، پڑھائی کی بھی سہولتیں ہیں۔یورپ میں اَور جگہوں پر بھی ایسی سہولتیں ہیں تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔میں کہا کرتا ہوں کہ ریسرچ کی فیلڈ میں بھی احمدی آگے آئیں تاکہ دنیا کو کچھ دے سکیں۔اکثریت جو ہے وہ کمپیوٹر، گرافکس، کمپیوٹر سائنس، سافٹ ویر اس قسم کی چیزوں میں پڑی ہوئی ہے تاکہ پیسے جلدی بن جائیں۔پیسے تو بن ہی جائیں گے، ریسرچ میں بھی آئیں۔ایسی ریسرچ جو خالص سائنس کی ریسرچ ہے، میڈیسن کی ریسرچ ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دماغ بھی استعمال ہونا چاہئے۔یہاں میں نے دیکھا ہے کمپیوٹرز پر اور Diagnose کرنے والی مشینوں کے اوپر انحصار بہت زیادہ ہوگیا ہے کہ ڈاکٹر بھی جو ہیں وہ اپنا دماغ کم استعمال کرتے ہیں اور مشینوں پر انحصار کرتے ہیں اور بغیر دیکھے چیر پھاڑ کردیتے ہیں اور چیر کے پھر کہتے ہیں اوہو! یہ تو غلطی ہوگئی۔یہاں اس کی جگہ کچھ اور ہونا چاہئے تھا۔احمدی ڈاکٹروں کو اس بارہ میں بھی بڑا احتیاط ہونا چاہئے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 2 ستمبر 2011ء)

....

اسلام کا سائنس کے متعلق کیا رویہ ہے؟

اس سوال کے جواب میں **حضور رحمہ اللہ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے فرمایا کہ** میرے نزدیک کوئی سچا مذہب کسی صورت میں سائنس سے متضاد اور متصادم نہیں ہوسکتا اور یہ دعویٰ نہایت معقول ہے۔اس کے سوا کوئی دعویٰ ہو ہی نہیں سکتا اور یہ اسلام پر پوری طرح اطلاق پاتا ہے۔مذہب خدا کا قول ہے اور سائنس خدا کا فعل۔تو خدا کا قول اس کے فعل کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے؟

حضور نے فرمایا: میرا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ اور ہر نبی کے وقت میں ایسا ہی تھا۔سائنس اور مذہب کبھی ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہوئے۔بعض لوگ جو معجزہ کو غلط سمجھے انہوں نے مذہب اور سائنس میں تصادم دکھایا۔یہ سب اُس دَور کی باتیں ہیں جب لوگوں نے مذہب کو غلط طور پر سمجھا۔عیسائیت میں بھی ایسا ہی ہوا۔بگڑی ہوئی عیسائیت میں لوگوں نے دیکھا کہ یہ سائنسی حقائق سے متصادم ہے تو وہ مذہب سے دور ہوتے گئے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ معجزہ کی اصلیت کو سمجھ لیں تو سائنس اور مذہب میں کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو لوگوں نے سمجھا کہ گویا وہ قوانین قدرت سے متصادم تھے۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں ثابت کرسکتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں تھا۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 جون 1999ء)

☆......☆......☆

جلسہ سالانہ یوکے پر ایک خادمِ سلسلہ کا انٹرویو

جلسہ سالانہ یوکے پر مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے خادمینِ سلسلہ، واقفینِ زندگی اور واقفینِ نَو شامل ہوتے ہیں جن میں سے بعض اپنے اپنے شعبہ جات کے سٹالز یا نمائشوں پر ڈیوٹی دینے کی توفیق پاتے ہیں۔ ہم نے جلسہ سالانہ یوکے 2015ء پر ایک خادمِ سلسلہ کا انٹرویو لیا اور اُن سے معلوم کیا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

مکرم بابر احمد صاحب IAAAE Exhibition European Chapter یعنی International Association of Ahmadi Architects and Engineers کی نمائش پر ڈیوٹی دے رہے تھے۔ آپ کی عمر 23 سال ہے اور آپ نے City University London میں Aeronautical Engineering کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اُن کا تعلق جرمنی سے ہے لیکن اب وہ یوکے میں مقیم ہیں۔

جماعت کی خدمت کے حوالہ سے انہوں نے بتایا کہ وہ IAAAE کے تحت افریقہ کے ملک مالی کے 23 دیہات میں خدمت کی توفیق پا چکے ہیں اور آئندہ بھی انشاءاللہ العزیز مختلف project کے سلسلہ میں افریقہ جائیں گے۔

انہوں نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہِ راست رہنمائی کے ساتھ IAAAE اپنے کام سرانجام دے رہی ہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت انہیں مختلف projects میں شامل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

انہوں نے ایک ٹیم کے ساتھ افریقہ کے ایسے علاقوں میں Solar Water Pump نصب کئے ہیں جہاں Hand Pump کے ذریعہ سے کنویں سے پانی نکالنا ممکن نہ تھا۔ IAAAE نے Model Villiages بنائے ہیں جن میں Solar Panel کے ذریعہ سے کئی علاقوں میں بجلی کی سہولت فراہم کی ہے۔ اس کے علاوہ Model Villiages میں مساجد بنائیں، گاؤں والوں کو کھیتی باڑی سکھائی اور مساجد میں ایم ٹی اے کی سہولت فراہم کی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ IAAAE کے کام صرف افریقہ تک محدود نہیں ہیں بلکہ ان کا کام بین الاقوامی ہے اور یہ خدمتِ انسانیت بلاتفریق مذہب وملّت ہو رہی ہے۔

آخر پر مکرم بابر احمد صاحب نے کہا کہ وہ لوگ جو اِن کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں خواہ وہ آرکیٹیکٹ ہیں، انجینئر ہیں یا IAAAE میں رضاکارانہ طور پر کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ IAAAE سے رابطہ کر کے ان کی ٹیم کا حصہ بن سکتے ہیں۔

برکینا فاسو میں ایک Model Village

.....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقفِ نَو اجتماع 2016ء کے موقع پر فرمایا:

"یقیناً ہمیں دوسرے شعبوں میں بھی واقفین کی ضرورت ہے مثلاً ہمیں آرکیٹیکس کی ضرورت ہے۔ مختلف انجینئرز کی ضرورت ہے مثلاً سِول انجینئرز کی۔ آپ میں سے وہ جنہیں ان شعبوں میں

دلچسپی ہے انہیں ان شعبوں میں تعلیم حاصل کرنی چاہئے اور جب آپ اپنی تعلیم مکمل کرلیں تو پھر اپنے آپ کو جماعت کی خدمت کے لئے پیش کردینا چاہئے۔ہمیں ایک بڑی تعداد میں اساتذہ کی بھی ضرورت ہے اس لئے آپ میں سے وہ جو درس وتدریس میں دلچسپی رکھتے ہیں انہیں اس سلسلہ میں متعلقہ تربیت لینی چاہئے اور پھر جماعت کو مطلع کرنا چاہئے تاکہ آپ کو ہمارے سکولوں میں بھجا جاسکے جو افریقہ میں اور دوسرے خطوں میں واقع ہیں۔اس کے علاوہ مختلف ممالک میں ہمارے ہسپتال بھی ہیں اور ان تمام ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی ہے۔"

☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ سب واقفین نَو کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے چند واقعات

....از صفحہ نمبر 17

نعوذ باللہ عربوں میں ذلیل ہوجائیں گے اور قسم توڑنے والے کہلائیں گے۔یا پھر آپؐ اس کی مدد کے لئے ابوجہل کے پاس جائیں گے اور وہ آپ کو ذلیل کر کے اپنے گھر سے نکال دے گا۔جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ شخص گیا اور اُس نے ابوجہل کی شکایت کی تو آپؐ بلا تامل اُٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے۔اور ابوجہل کے دروازہ پر جا کر دستک دی۔ابوجہل گھر سے باہر نکلا اور دیکھا کہ اُس کا قرض خواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس کے دروازہ پر کھڑا ہے۔آپ نے فوراً اُسے توجہ دلائی کہ اِس شخص کا تم نے فلاں فلاں حق دینا ہے۔اس کو ادا کرو اور ابوجہل نے بلا چون وچرا اُس کا حق اُسے ادا کر دیا۔جب شہر کے رؤساء نے ابوجہل کو ملامت کی کہ تم ہم سے تو یہ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ذلیل کرو اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھو لیکن تم نے خود اُس کی بات مانی اور اُس کی عزت قائم کی۔تو ابوجہل نے کہا: خدا کی قسم اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔مَیں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں اور بائیں مست اُونٹ کھڑے ہیں جو میری گردن مروڑ کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔(ابن ہشام جلد صفحہ 36) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی روایت میں کوئی صداقت ہے یا نہیں۔یا اُسے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نشان دکھایا تھا۔یا صرف اُس پر حق کا رُعب چھا گیا۔اور اُس نے یہ دیکھ کر کہ سارے مکہ کا مطعون اور مقہور انسان ایک مظلوم کی حمایت کے جوش میں اکیلا بغیر کسی ظاہری مدد کے مکہ کے سردار کے دروازہ پر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اس شخص کا جو حق تم نے دینا ہے وہ ادا کردو۔تو حق کے رُعب نے اُس کی شرارت کی روح کو کچل دیا۔اور اُسے سچائی کے آگے سر جھکانا پڑا۔

ایک دفعہ امیر معاویہ کے زمانہ میں اُن کے بھتیجے ولید بن عتبہ بن ابوسفیان نے جو اس وقت مدینہ کے امیر تھے حضرت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا کوئی حق دبالیا تو حضرت حسینؓ نے کہا کہ "خدا کی قسم اگر ولید نے میرا حق نہ دیا تو مَیں تلوار نکال کر مسجدِ نبوی میں کھڑا ہو جاؤں گا اور حلف الفضول کی طرف لوگوں کو بلاؤں گا"۔جس وقت عبداللہ بن زبیر نے یہ سنا تو کہا کہ اگر حسینؓ نے اس قسم کی طرف بلایا تو مَیں اس پر ضرور لبیک کہوں گا اور ہم یا تو اس کا حق دلوائیں گے اور یا اس کوشش میں سب مارے جائیں گے۔بعض اور آدمیوں نے بھی اسی قسم کے الفاظ کہے جس پر ولید دَب گیا اور اس نے حضرت حسینؓ کا حق ادا کردیا۔(ابن ہشام) یہ خیال رہے کہ عبداللہ بن زبیر بنو اسد میں سے تھے جو حلف الفضول میں شریک تھے۔

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 103۔105 اور نبیوں کا سردار صفحہ 10۔11)

☆......☆......☆

دین کی اشاعت کے لئے وقف کرو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 1955ء میں فرمایا: "خدا نے تمہارے لئے بڑی بڑی عزتیں رکھی ہیں۔تم خدا پر توکّل کرو اور اُس کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرو۔وہ دینے پر آتا ہے تو وہ کچھ دے دیتا ہے کہ انسان اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد 36 صفحہ 168)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ

شرائط بیعت کے حوالہ سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 02رجنوری 2015ء میں احباب جماعت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ شرائط بیعت کے حوالہ سے نصائح فرمائی تھیں۔اس خطبہ جمعہ کا تیسرا اور آخری حصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

حصہ سوم آخر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

☆......پھر یہ عہد ہے کہ رسم و رواج کے پیچھے نہیں چلیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی رسم پیدا کرتا ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے۔(صحیح البخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور......حدیث 2697)

پس اس بارے میں ہر وقت ہمیں بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔آجکل شادی بیاہ کے معاملے میں غلط قسم کے رسوم و رواج پیدا ہو گئے ہیں۔احمدیوں کو اس سے بچنا چاہئے۔اپنے دائیں بائیں دیکھ کر، دوسروں کو دیکھ کر ان رسوم میں نہیں پڑنا چاہئے۔اس بارے میں تفصیل سے بھی ایک دفعہ مَیں بتا چکا ہوں۔سیکرٹریان تربیت اور لجنہ کو چاہئے کہ وہ وقتاً فوقتاً جماعت کے سامنے یہ باتیں رکھتے رہیں تا کہ غیر مقبول فعل سے افراد جماعت بچتے رہیں۔

☆......پھر یہ عہد ہے کہ کبھی ہوا و ہوس کے پیچھے نہیں چلوں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''جو کوئی اپنے ربّ کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کی خواہشوں کو روکتا ہے تو جنّت اس کا مقام ہے۔ہوائے نفس کو روکنا یہی فنا فی اللہ ہونا ہے اور اس سے انسان خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے اِسی جہان میں مقام جنت کو پہنچ سکتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 413 تا 414۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر یہ عہد ہے کہ قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کروں گا۔(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

☆......پھر یہ عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو ہم اپنے لئے مشعل راہ بنائیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 125۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

☆......پھر یہ عہد ہے تکبر اور نخوت کو مکمل طور پر چھوڑ دیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رُسوا کرتی ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 598)

پس بڑے خوف کا مقام ہے۔پھر فرمایا:''مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے''۔(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402)

☆......پھر یہ عہد لیا گیا ہے کہ فروتنی اور عاجزی اختیار کروں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر عاجزی اور انکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرے گا، اس کو بلند کر دے گا اور یہاں تک کہ اس کو علّیین میں جگہ دے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 191 مسند ابی سعید الخدریؓ حدیث نمبر 11747 مطبوعہ بیروت 1998ء)

عاجزی انکساری اختیار کرنے سے ایک درجہ بلند ہوتا جائے گا۔اگر یہ

مسلسل رہے تو یہاں تک بلند ہوتا جائے گا کہ جنتوں کے جو اعلیٰ ترین معیار ہیں ان میں جگہ دے دے گا۔

☆......**پھر یہ عہد ہے کہ ہم ہمیشہ خوش خُلقی اپنا شیوہ بنائیں گے۔**

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

اس کو بھی ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہئے۔

☆......**پھر یہ عہد ہے کہ حلیمی اور مسکینی سے اپنی زندگی بسر کریں گے۔**

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو"۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 54۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

☆......**پھر یہ عہد لیا کہ دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان مال عزت اور اولاد سے زیادہ عزیز سمجھوں گا۔**

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

☆......**پھر یہ عہد لیا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمیشہ ہمدردی کروں گا۔** (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "یاد رکھو اللہ تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے......پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 284-285۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

☆......**پھر یہ عہد لیا کہ خداداد طاقتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤں گا۔**

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طُرق کی راہ سے قسّامِ ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے ان تمام امور میں محض لِلّٰہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے ان کو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگاوے"۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 61-62)

پس دنیا کی روحانی ترقی کے لئے کوشش بھی بنی نوع کو فائدہ پہنچانے میں داخل ہے اور مادی اور روحانی فائدہ پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ پس جہاں ظاہری ہمدردی اور مدد پہنچانی ہے، انہیں فائدہ پہنچانا ہے، خدمت خلق کرنی ہے، وہاں تبلیغ بھی بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے ایک احمدی کا فرض ہے۔

☆......**پھر یہ عہد آپ نے لیا کہ آپ سے ایک ایسا قریبی رشتہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہم نے قائم کرنا ہے جس میں اطاعت کا وہ مقام حاصل ہو جو نہ کسی رشتے میں پایا جاتا ہے نہ کسی خادمانہ حالت میں پایا جاتا ہے۔**

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ان تمام باتوں کی اطاعت کرنی ہے جو آپ ہماری دینی، علمی، روحانی اور عملی تربیت کے لئے ہمیں فرما گئے ہیں یا آپ کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے جماعت کے افراد تک وہ پہنچتی ہیں جو شریعت کے قیام کے لئے ہیں۔ جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوۂ حسنہ کے مطابق ہیں کہ اس کے بغیر نہ ہی ہماری ترقی ہو سکتی ہے، نہ ہماری اکائی قائم رہ سکتی ہے۔

پس ہمیں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے عہد کو کس حد تک نبھایا اور اگر کمیاں ہیں تو اس سال ہم نے کس طرح انہیں پورا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اپنی ہمّت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 439۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہم سے صَرفِ نظر فرماتے ہوئے ہماری گزشتہ سال کی کمزوریوں کو معاف فرمائے اور اس سال میں ہمیں زیادہ سے زیادہ بھرپور کوشش کے ساتھ اپنی زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

رسالہ اسماعیل دنیا بھر کے واقفین نَو کا رسالہ ہے۔ اس کے لئے ضرور لکھیں۔

رسالہ اسماعیل کی خریداری کے لئے یا رسالہ سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ درج ذیل پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL
UK
manager@ismaelmagazine.org
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

راستہ تلاش کریں

وقت

15 سال تک کے بچوں کے لئے=5 منٹ

15 سال سے اوپر کے نوجوانوں کے لئے=3 منٹ

آغاز

لطیفے

استاد (شاگرد سے): تم آج بھی سکول کا کام کر کے نہیں لائے۔اب مار کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

شاگرد: پہلے میں ہاتھ دھو آؤں۔

استاد: کیوں؟

شاگرد: امّی نے کہا ہے کہ کوئی بھی چیز کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرو۔

باپ (بیٹے سے): کیا آپ کے امتحان کا رزلٹ آ گیا؟

بیٹا: جی ابو۔

باپ: مجھے کیوں نہیں بتایا؟

بیٹا: اس لئے کہ نئی کتابوں کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔
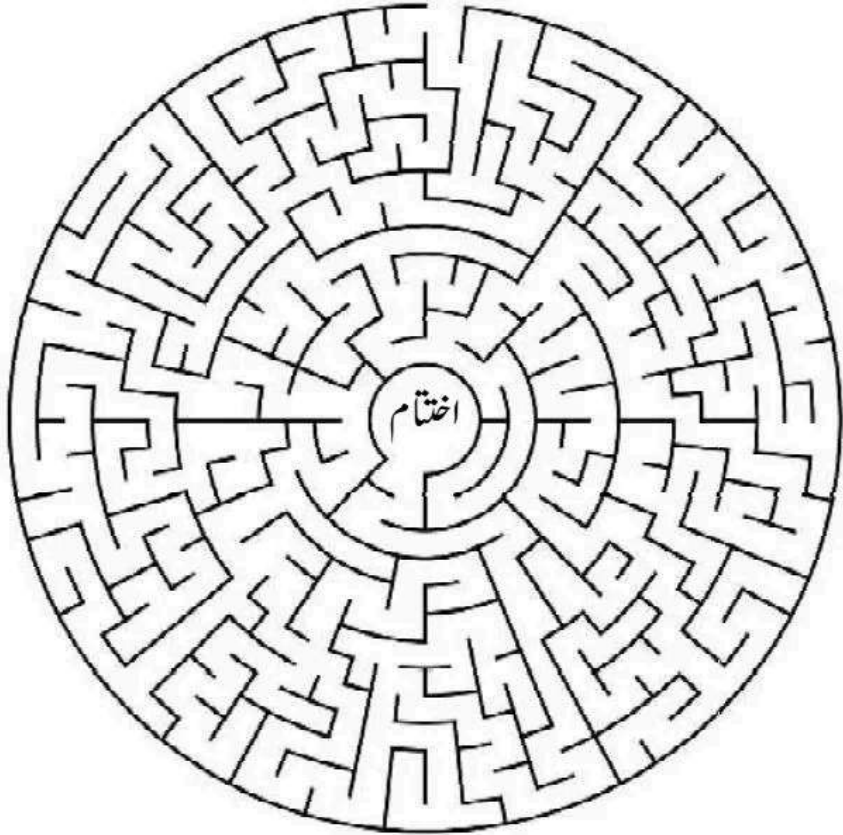
اسماعیل شمارہ اپریل۔جون 2016ء کے Sudoku کا حل

3	2	1	6	8	7	9	5	4
6	9	5	4	2	3	7	8	1
7	4	8	5	9	1	2	3	6
5	6	3	8	4	9	1	2	7
2	7	9	1	3	6	5	4	8
1	8	4	2	7	5	3	6	9
9	3	2	7	6	8	4	1	5
4	1	6	9	5	2	8	7	3
8	5	7	3	1	4	6	9	2